الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۳۰؍جنوری ۲۰۰۴ء | ۷؍ذی الحجہ ۱۴۲۴ ہجری قمری ❁ ۳۰ صلح ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۵

عہدہ اور حکومت کی درخواست

عبد الرحمٰن بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے عبدالرحمٰن! عہدہ اور حکومت کی درخواست مت کر کیونکہ اگر درخواست سے تجھ کو (عہدہ یا حکومت) ملے تو اس کا بوجھ تجھ پر ہوگا اور اگر بغیر سوال کے ملے تو خدا تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوگی۔

(مسلم 'کتاب الامارۃ' باب النہی عن طلب الامارۃ والحرص علیہا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

آسمان پر ایک جوش ہے وہی کشاں کشاں لوگوں کو لا رہا ہے

”ہند میں دو واقعہ ہوئے ہیں ایک سید احمدؒ صاحب کا اور دوسرا ہمارا۔ ان کا کام لڑائی کرنا تھا، انہوں نے شروع کر دی مگر اس کا اتمام ہمارے ہاتھوں مقدر تھا جو کہ اب اس زمانہ میں بذریعہ قلم ہو رہا ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے وقت جو نامرادی تھی وہ چھ سو برس بعد آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں سے رفع ہوئی۔ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ وہ کامیابی اب ہوئی“۔

دجال کے یک چشم ہونے پر فرمایا کہ:

”مَیں نے اس کی نسبت یہ بھی سنا یا دیکھا ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں ہی عیب دار ہوں گی۔ جیسے کہا کرتے ہیں کہ ایک چشم گل اور دیگر بالکل۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ انہوں نے دو کتابوں پر غور کرنی تھی ایک توریت، دوسرے قرآن مجید۔ سو قرآن مجید کے متعلق تو آنکھ رہی نہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے اور توریت پر بھی کچھ دھندلی نظر ہے کہ اسے اپنی تائید میں برائے نام رکھتے ہیں۔

مخالفین کے اشتہارات اور غلط پراپیگنڈہ پر فرمایا:

”یہ سب باتیں تو ہیں لیکن اندر ہی اندر ترقی ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اس طرح کے اشتہارات جو مخالفین کی طرف سے شائع ہوتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی کارروائی میں مضر معلوم نہیں ہوتے کیونکہ جب تک تپش نہ ہو بارش نہیں ہوتی۔ ہم سب پر بدظنی نہیں کرتے انہیں میں سے لوگ نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ کئی خط اس طرح کے آتے ہیں کہ ہم پہلے مخالف تھے، گالیاں دیتے تھے مگر اب ایک راہ چلتے سے اشتہار دیکھ کر بیعت کرتے ہیں ۔ اس سے پیشتر بھی یہ کارروائیاں چپ چاپ نہیں ہوئیں۔ مکّہ میں کیا ہوتا رہا ۔ خدا تعالیٰ تماشا دیکھتا ہے کیا کفار امن سے رہتے تھے۔ وہ بھی ہمیشہ ہر وقت لڑائیوں اور فسادوں میں رہتے تھے۔ ابوجہل کو ہی دیکھو کہ بدر کی جنگ میں مباہلہ بھی کر لیا۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ کَانَ مِنَّا اَقْطَعَ لِلرَّحِمِ اَفْسَدَ فِی الْاَرْضِ فَاحْنَہُ الْیَوْمَ یعنی ہم دونوں میں سے جو زیادہ قطع رحم کرتا ہے اور زمین میں فساد ڈالتا ہے اس کو آج ہی ہلاک کر، پھر اسی دن وہ قتل ہو گیا۔ اس کو یہی خیال تھا کہ محمد ﷺ نے فساد برپا کر دیا ہے، بھائی کو بھائی سے جدا کر دیا ہے اور ہر روز کا فتنہ برپا ہے، لوگ آرام سے زندگی بسر کر رہے تھے ناحق ان کو چھیڑ دیا ہے۔ اس کا اسی بناء پر یہ خیال تھا کہ یہ ضرور مفسد ہے۔

ایک فتنہ لعنت ہوتا ہے اور ایک فتنہ رحمت ہوتا ہے۔ کوئی نبی نہیں آیا جس نے فتنہ نہیں ڈالا، ہمیشہ نوبت جدائی اور فساد کو پہنچتی رہی۔ پھر آخر انہیں میں سے جو نیک تھے اللہ تعالیٰ ان کو لے آتا رہا۔ دنیا میں ہمارے اس سلسلہ کے متعلق گھر گھر شور ہے۔ بعض آدمی رافضیوں سے بڑھ گئے ہیں۔ لعنت کی تسبیح دن رات پھیرتے ہیں اور انہی مخالفوں میں سے بعض ایسے نکلے ہیں کہ جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہیں۔ ہماری طرف سے کوشش ہی کیا ہوئی ہے۔ آسمان پر ایک جوش ہے وہی کشاں کشاں لوگوں کو لا رہا ہے“۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ طبع جدید صفحہ ۵۰۸۔۵۰۹)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔
وقف جدید کی مالی تحریک میں ۱۲۴ ممالک کے چار لاکھ مخلصین شامل ہو چکے ہیں۔

وقف جدید میں مالی قربانی میں دنیا بھر میں امریکہ اول، پاکستان دوم اور برطانیہ سوم رہا۔

وقف جدید کے سینتالیسویں سال کا اعلان - ایم ٹی اے کے دس سال اور بنگلہ دیش کے حالات کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ ۹؍جنوری ۲۰۰۴ء)

(لندن ۹؍جنوری ۲۰۰۴ء): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد آپ نے آیات قرآنی، احادیث نبویہ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تاریخی واقعات کی روشنی میں مالی قربانی کی اہمیت وافادیت پر بیان کی اور وقف جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۳ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے جو دو بڑی تحریکات جاری فرمائی تھیں ان میں سے (باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

وقف جدید

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعتی ترقی کے لئے جومختلف پروگرام پیش فرمائے ان میں وقف جدید کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ اس پروگرام کے پیچھے حضور کے نصف صدی کے تجربات تھے اور حضور تحریک جدید جیسی عظیم الشان سکیم کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ وغیرہ کے انتہائی دوررس اور مفید پروگرام جاری فرما چکے تھے۔

وقف جدید کی اہمیت کا اس امر سے بھی بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اس تحریک کی کامیابی کی خاطر اگر مجھے اپنی ذاتی املاک وجائداد بلکہ کپڑے تک بیچنے پڑیں تو مَیں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ اس تحریک میں مالی قربانی کا مطالبہ تو ضرور کیا گیا تھا مگر اس پر اس لحاظ سے زیادہ زور نہیں دیا گیا تھا کہ جو رقم مانگی گئی تھی وہ بہت معمولی تھی۔ اصل مطالبہ ایسے واقفین زندگی کا تھا جو دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور ان کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہو کہ وہ اپنے اخلاص، تقویٰ، بے نفسی سے پرانے زمانے کے اولیاء بزرگوں کی طرح کسی جگہ دھونی مار کر بیٹھ جائیں اور افراد جماعت خصوصاً بچوں کی تعلیم و تربیت کا کام کریں۔ اس تحریک میں ایسے موزوں قطعات زمین وقف کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا تھا جو ایسے واقفین کی رہائش وغیرہ ضروریات کے لئے کام آئیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے ہر پہلو سے اپنے قربانی کے معیار کو قائم رکھتے ہوئے موزوں قطعات زمین وقف کئے۔ واقفین زندگی نے بھی آگے بڑھ کر بے غرض قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور مالی قربانی بھی مطالبہ سے زیادہ پیش کردی۔

اس تحریک کی افادیت کے پیش نظر اس کا دائرہ کار آہستہ آہستہ وسیع ہوتا گیا۔ پاکستان کے علاوہ ہندوستان اور بنگلہ دیش بھی اس سے فائدہ اٹھانے لگے اور پھر اس کا دائرہ کار پوری دنیا کے لئے عام کردیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس مفید و بابرکت تحریک کی افادیت کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے مالی قربانی میں بطور خاص بچوں کو بھی شامل کرنے کی تحریک فرمائی تا انہیں بچپن سے ہی مالی قربانی کی عادت و رغبت پیدا ہوجائے اور اس طرح اسلام کی ترقی و غلبہ کا مقصد ہمیشہ کے لئے ان کے ذہن نشین ہوجائے۔ اس تحریک کے نتیجہ میں بچوں میں مالی قربانی کا جو جذبہ پیدا ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جماعت کی عام مالی قربانی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی حیران کن ہے کہ عام آدمی جس نے خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے کا مزہ نہ چکھا ہو وہ اسے سمجھ ہی نہیں سکتا کہ کس طرح ایک شخص اپنی محنت و پسینہ کی کمائی اپنے اور اپنے بچوں پر خرچ کرنے کی بجائے کسی اور مقصد کے لئے خرچ کرے اور یہ کام ایک دن یا دو دن یا ایک مہینہ یا دو مہینہ نہیں بلکہ زندگی بھر جاری ہے۔ وقف جدید میں بچوں کی شمولیت سے جماعت کی مالی قربانی کا ایک نیا رخ شروع ہوگیا اور بچے اپنی عیدی اور جیب خرچ وغیرہ کی رقم دوسرے بچوں کی طرح ٹافیوں، مٹھائیوں اور کھلونوں کی بجائے خدا تعالیٰ کی رضا اور دوسرے اعلیٰ مقاصد کی خاطر خرچ کرنے لگ گئے۔ اس طرح جو رقوم پیش کی گئیں وہ بظاہر تو بہت معمولی تھیں مگر اس عمل سے بچے کے اندر اپنے مذہب سے لگاؤ اور قربانی کا جو ان مٹ جذبہ پیدا ہوا وہ یقیناً انمول و بے مثال ہے۔

(عبدالباسط شاھد)

یوم الحج

(گیت)

(یہ گیت اصل میں ہر احمدی کے دکھے ہوئے اس دل کی پکار ہے جس کے اپنے مولیٰ سے عشق اور اس کی راہ میں اپنی ہر متاع قربان کردینے کے عزم کو ظلم و تعصب کے علمبردار دین اسلام کے بارے میں اپنے خودساختہ نظریات کی آڑ لے کر شکست دینے کی سعی نامشکور میں مسلسل مشغول ہیں۔ ارکان اسلام کی ادائیگی کو احمدیوں کے لئے اس جرم کی پاداش میں ایک ابتلاء اور امتحان میں صرف اس لئے تبدیل کردیا گیا ہے کہ انہوں نے امام وقت کی آواز پر لبیّک کیوں کہا۔ امتناع حج بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ایّام حج کے دوران ایک احمدی کے احساسات کو زبان دینے کی یہ ایک عاجزانہ کوشش اپنی تاریخ کا ایک اور قرض چکانے کی کڑی ہے۔ وقت کے اونچے مینار سے اذان دینے کی ایک اور کوشش۔ جو شاید کسی سعید روح کی نجات کا سبب بن جائے۔ (جمیل الرحمن)

سلام عشق شہ دو جہاںؐ کو پہنچا دے
قدم بریدوں کی حالت صبا ، تو بتلا دے
(الاپ)
یہ روز حج ہے مگر بیڑیاں ہیں پاؤں میں
لگے ہیں پہرے گھٹن سے بھری فضاؤں میں
زباں پہ جاری ہے لبیّک آنکھ روتی ہے
ستم گزیدہ تڑپتے ہیں غم کی چھاؤں میں

جو خوش نصیب ہیں ان کو یہ حج مبارک ہو
نہیں ہے اذن سفر جن کو کیا کریں مولیٰ؟
تری رضا کے طلبگار تیرے در کے غلام
یہی ہے حکم کہ صبر و وفا کریں مولیٰ
گھرا ہے دین ترا طالع آزماؤں میں
یہ روز حج ہے مگر بیڑیاں ہیں پاؤں میں
لگے ہیں پہرے گھٹن سے بھری فضاؤں میں

یہ ظلم و جبر ، یہ ظلمت یہ راستوں میں غبار
حسد سے میلی عبائیں یہ جبّہ و دستار
یہ منبروں کے تماشے یہ مسندوں کا غرور
یہ روشنی سے تمسخر یہ زندگی سے فرار
جہالتوں نے گرہ ڈال دی ہواؤں میں
یہ روز حج ہے مگر بیڑیاں ہیں پاؤں میں
لگے ہیں پہرے گھٹن سے بھری فضاؤں میں

ہمارا جرم یہی ہے کہ سچ کو جان لیا
حدیث مہدی مسیح الزماں کو مان لیا
سنی سبھی کی مگر ہم نے مانی قرآں کی
دلوں کی چھلنی میں سنگ و گہر کو چھان لیا
لٹایا مفت خزانوں کو شہر و گاؤں میں
یہ روز حج ہے مگر بیڑیاں ہیں پاؤں میں
لگے ہیں پہرے گھٹن سے بھری فضاؤں میں

وہی ہے رحمت للعالمیںؐ وہی ہے صنم
وہی ہے پیارا ہمیں ربّ مصطفٰےؐ کی قسم
اسی کی رہ میں اڑے اپنی خاک جب بھی اڑے
نثار اسی پہ ہمارے اگر ہوں لاکھ جنم
ہماری روح میں وہؐ ہے وہی صداؤں میں
یہ روز حج ہے مگر بیڑیاں ہیں پاؤں میں
لگے ہیں پہرے گھٹن سے بھری فضاؤں میں

طواف کعبہ بظاہر نہ کر سکیں نہ سہی
خوشی تو یہ ہے کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی
ہوا جو میرے صحابہؓ سے پھر وہی ہو گا
کرے گی پیروئ کفر میری امّت بھی
یہ ابتلا بھی عجب ہو گا ابتلاؤں میں
یہ روز حج ہے مگر بیڑیاں ہیں پاؤں میں
لگے ہیں پہرے گھٹن سے بھری فضاؤں میں

ہمارے دل کی لگی دل لگی نہیں لوگو
گواہی دیتے ہیں یہ آسماں ، زمیں لوگو
ہمارے عشق کی قسمت میں جیت لکھّی ہے
کہو گے اپنی زباں سے تم آفریں لوگو
ہمارے قصّے سنے جائیں گے کتھاؤں میں
یہ روز حج ہے مگر بیڑیاں ہیں پاؤں میں
لگے ہیں پہرے گھٹن سے بھری فضاؤں میں

(جمیل الرحمٰن ۔ ہالینڈ)

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(احمد طاہر مرزا۔ ربوہ)

ہمارے مہدی پیارے مہدی سیدنا مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لاکھوں جانثار اور فدائی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عطا فرمائے۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے لاکھوں اعجازی نشاناتِ الٰہیہ کے عینی شاہد ہیں۔ اور اپنے عملی نمونوں سے ﴿وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ﴾ کے مصداق ثابت ہوئے۔ موجودہ دور میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے احباب کی اولادیں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں اور شاذ ہی کوئی ایسا احمدی گھرانہ ہو جن کی زندگیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ اور تابندہ نشاناتِ الٰہیہ کا تذکرہ موجود نہ ہو۔ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ مریم النساء بیگم صاحبہ المعروف ام طاہر (حرم سیدنا حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ)، حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب، حضرت ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب، حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب، (والد ماجد حضرت سیدہ مہر آپا، حرم سیدنا حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ) حضرت سیدہ خیر النساء صاحبہ، حضرت سیدہ زینب النساء اور حضرت سید عبدالرزاق شاہ صاحب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے والد ماجد اور ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نانا تھے۔ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور آپ کے خاندان کو خدا تعالیٰ نے قادیان دارالامان میں ایک لمبا عرصہ غیر معمولی خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خاندان کو ''بہشتی کنبہ'' کے خطاب سے نوازا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ حسینی سادات کے چشم و چراغ تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسیحائی کی برکت نے اس خاندان کو چار چاند لگا دیئے۔ آپ کے خاندان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی صداقت کے بارہ میں سینکڑوں نشاناتِ الٰہیہ موجود ہیں۔ اب جبکہ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوئے ۶۵ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ تاہم آپ اپنے کارناموں اور اخلاقِ فاضلہ کے حسین نقوش کی وجہ سے آج بھی زندۂ جاوید ہیں۔ آج آپ کا مخلص خاندان اکناف عالم میں خدمات بجا لا رہا ہے اور آپ کی دعاؤں کے فیوض اور ثمرات سمیٹ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگان کی حیات طیبہ سے اعلیٰ اخلاق کے نمونے اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کلرسیداں تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت سید باغ حسن شاہ صاحب تھا جو کہ ایک صوفی منش اور بزرگ انسان تھے۔ پانچ چھ سال کی عمر میں آپ پدرانہ شفقت سے محروم ہوگئے۔ سیہالہ شریف میں آپ کا خاندان صدیوں سے نیکی اور بزرگی میں مشہور چلا آرہا تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سیہالہ سے حاصل کی، سیہالہ میں آپ کے والد ماجد گدی نشین تھے۔ آپ کے والد ماجد کی وفات کے بعد، ان کے مرید آپ کو لاہور لے آئے، جہاں سے آپ نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی۔

آپ تحصیل علم طب کے بعد ۱۸۹۰ء کے ابتدائی سالوں میں اس وقت کی تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ میں بطور اسسٹنٹ سرجن رعیہ وارد ہوئے۔ اقریباً ۲۷ سال تحصیل رعیہ میں دینی اور طبی خدمات سرانجام دے کر قادیان دارالامان ہجرت کر گئے اور عمر کے آخری سترہ سال قادیان دارالامان میں بسر کئے۔

خاندان میں احمدیت کی ابتداء

اس خاندان میں احمدیت کس طرح داخل ہوئی۔ اس کی بابت حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میری عمر قریباً سات آٹھ سال کی تھی ...... تو اس وقت ہمارے گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ کسی شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس نے یہ خواب بھی دیکھا ہے۔ کہ کچھ فرشتے ہیں جو کالے کالے پودے لگا رہے ہیں۔ جن کی تعبیر یہ بتائی ہے کہ دنیا میں طاعون پھیلے گی۔ اور یہ کہ میری آمد کی یہ بھی نشانی ہے (یعنی طاعون پھیلنے کی علامت)۔ اس وقت ہم (تحصیل) رعیہ ضلع سیالکوٹ میں تھے۔ والد صاحب شفاخانہ کے انچارج ڈاکٹر تھے۔ اسی دوران مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ کسی نے گھر میں آکر اطلاع دی ہے کہ حضرت نبی کریمؐ تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ ہم باہر ان کے استقبال کے لئے دوڑے۔ شفاخانہ کی فصیل کے مشرقی جانب کیا دیکھتا ہوں کہ بہلی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے سبز عمامہ ہے اور بھاری چہرہ ہے۔ رنگ بھی سفید گندم گوں ہے۔ اور ریش مبارک بھی سفید ہے۔ اور سورج نکلا ہوا ہے۔ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ آپ کو قرآن پڑھانے کے لئے آیا ہوں۔ انہی ایام میں مَیں نے خواب بھی دیکھا کہ رعیہ کی مسجد ہے اس کے دروازہ پر لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا ہے۔ لیکن اس کے الفاظ مدہم ہیں۔ امام الزمان آتے ہیں مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ میں بھی ساتھ ہولیتا ہوں وہاں صفیں ٹیڑھی ہیں۔ آپ ان صفوں کو درست کر رہے ہیں۔ ہم اس زمانہ میں ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی (علیہ السلام) تشریف لائیں گے۔ اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بھی تشریف لائیں گے چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ مرحومہ بھی امام مہدی (علیہ السلام) کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آرہا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ رمضان میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانہ کے لئے مخصوص تھا۔ سو وہ بھی نشان پورا ہو چکا ہے۔ ممکن ہے یہ خوابیں بچپن میں شنیدہ باتوں کے اثر کے ماتحت خواب کی صورت میں نظر آتی ہوں لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ وہ مہدی اور مسیح کے آنے کا عام چرچا اور یہ خوابیں جو بڑوں چھوٹوں کو اس زمانہ میں آیا کرتی تھیں آنے والے واقعات کے لئے بطور آسمانی اطلاع کے تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہم نے (دین حق) کا سورج بھی دیکھا اور قرآن مجید بھی پڑھا۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ اسلام کی زندگی میرے ساتھ وابستہ ہے اور مجھے چھوڑ کر قرآن مجید کا سمجھنا ناممکن ہے۔ یہ دونوں باتیں سچ ہیں''۔

آپ نے باقاعدہ طور پر دستی بیعت اپریل ۱۹۰۱ء میں قادیان دارالامان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر کی۔ آپ اس وقت رعیہ ضلع سیالکوٹ (موجودہ نارووال) میں طبی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ جب آپ نے بیعت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو نصائح فرمائیں کہ ''آپ کو ہمارے پاس بار بار آنا چاہیے تاکہ ہمارا فیضان قلبی اور صحبت کے اثر کا پرتو آپ پر پڑ کر آپ کی روحانی ترقیات ہوں''۔ میں نے عرض کی کہ حضور (علیہ السلام) ملازمت میں رخصت بار بار نہیں ملتی۔ فرمایا ایسے حالات میں آپ بذریعہ خطوط بار بار یاد دہانی کراتے رہا کریں تاکہ دعاؤں کے ذریعہ توجہ جاری رہے۔ کیونکہ فیضان الٰہی کا اجراء قلب پر صحبت صالحین کے تکرار یا بذریعہ خطوط دعا کی یاد دہانی پر منحصر ہے''۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم)

بیعت کے بعد کی کیفیات

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

''جب میں بیعت کر کے واپس ملازمت پر گیا تو کچھ روز میں نے اپنی بیعت کو مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ گھر کے لوگوں سے بھی میں نے ذکر نہ کیا۔ کیونکہ مخالفت کا زور تھا۔ اور لوگ میرے معتقد بہت تھے۔ رفتہ رفتہ یہ بات ظاہر ہوگئی اور بعض آدمی مخالفت کرنے لگے۔ لیکن وہ کچھ نقصان نہ کرسکے۔ گھر کے لوگوں نے ذکر کیا کہ بیعت تو آپ نے کرلی ہے۔ لیکن آپ کا پہلے پیر ہے اور وہ زندہ موجود ہے۔ وہ ناراض ہو کر بددعا کرے گا۔ ان کی آمد و رفت اکثر ہمارے پاس رہتی تھی۔ میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بیعت کی ہے۔ اور جن کے ہاتھ بیعت کی ہے وہ مسیح اور مہدی کا درجہ رکھتے ہیں کوئی اور خواہ کیسا ہی نیک اور ولی کیوں نہ ہو وہ اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی بددعا کوئی بد اثر نہیں کرے گی۔ کیونکہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر ۱) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ میں نے اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لئے یہ کام کیا ہے اپنی نفسانی غرض کے لئے نہیں کیا۔

سو میرے پہلے مرشد کچھ عرصہ بعد بدستور سابق میرے پاس آئے اور میری بیعت کا معلوم کر کے انہوں نے مجھے کہا کہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔ جب آپ کا مرشد موجود ہے تو اس کو چھوڑ کر آپ نے یہ کام کیوں کیا؟ آپ نے ان میں کیا کرامت دیکھی؟ میں نے کہا میں نے ان کی یہ کرامت دیکھی ہے کہ ان کی بیعت کے بعد میری روحانی بیماریاں بفضل خدا دور ہوگئی ہیں۔ اور میرے دل کی تسلی ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا میں بھی ان کی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں اگر تمہارا ولی اللہ (حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب) ان کی دعا سے اچھا ہوجائے تو میں سمجھ لوں گا کہ آپ نے مرشد کامل کی بیعت کی ہے اور اس کا دعویٰ سچا ہے۔

اس وقت میرے لڑکے ولی اللہ کی ٹانگ ضرب کے سبب خشک ہو کر چلنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ وہ ایک لاٹھی بغل میں رکھتا تھا اور اس کے سہارے چلتا تھا۔ اور اکثر دفعہ گر پڑتا تھا۔ پہلے کئی ڈاکٹروں اور سول سرجنوں کے علاج کئے گئے تھے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تھا۔ مرشد صاحب والی بات کے تھوڑے عرصہ بعد ایک نیا سرجن میجر ہو کر سیالکوٹ میں آگیا۔ جب وہ رعیہ کے شفاخانہ کے معائنہ کے لئے آیا تو ولی اللہ کو میں نے دکھایا تو اس نے کہا یہ علاج سے اچھا ہوسکتا ہے لیکن تین دفعہ آپریشن کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس نے ایک آپریشن سیالکوٹ میں اور دو آپریشن میرے رعیہ کے ہسپتال میں کئے۔ ادھر میں نے حضرت صاحب (علیہ السلام) کی خدمت میں دعا کے لئے بھی تحریر کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بالکل صحت یاب ہوگیا ...... تب میں نے اپنے پہلے مرشد کو کہا کہ دیکھئے خدا کے فضل سے حضرت صاحب (علیہ السلام) کی دعا کیسی قبول ہوئی۔ اس نے کہا کہ یہ تو علاج سے ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ علاج تو پہلے بھی تھا۔ لیکن اس علاج میں شفا صرف دعا کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے''۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم)

غلام آقا کے دربار میں

بیعت کے بعد آپ قادیان میں ہر سال زیارت حبیب علیہ السلام کے لئے معہ اہل و عیال تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک ملاقات کی روئیداد پیش خدمت ہے:۔

''۲ر اگست ۱۹۰۳ء کو قادیان دارالامان میں حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے اپنی رخصت ختم ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کی کہ مَیں صبح جاؤں گا۔ فرمایا کہ:۔ ''خط و کتابت کا سلسلہ قائم رکھنا چاہیئے''۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کی کہ حضور میرا ارادہ بھی ہے کہ اگر زندگی باقی رہی تو انشاء اللہ بقیہ حصہ ملازمت پورا کرنے کے بعد مستقل طور پر یہاں ہی رہوں گا

فرمایا: یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان توبۃ النصوح کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دے اور لوگوں کو نفع پہنچاوے تو عمر بڑھتی ہے۔ اعلاء کلمۃ اسلام کرتا رہے اور اس بات کی آرزو رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان مولوی ہو یا بہت بڑے علم کی ضرورت ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے۔ یہ ایک اصل ہے جو انسان کو نافع الناس بناتی ہے اور نافع الناس ہونا درازیٔ عمر کا اصل گر ہے۔ فرمایا۔ تیس سال کے قریب گذرے کہ میں ایک بار سخت بیمار ہوا۔ اور اس وقت مجھے الہام ہوا اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ۔ اس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ مجھ سے خلق خدا کو کیا کیا فوائد پہنچنے والے ہیں لیکن اب ظاہر ہوا کہ ان فوائد اور منافع سے کیا مراد ہے۔ غرض جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا

چاہتا ہے اسے چاہیے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچادے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی دل کو ایسا پاتا ہے کہ اس نے مخلوق کی نفع رسانی کا ارادہ کرلیا ہے تو وہ اسے توفیق دیتا اور اس کی عمر دراز کرتا ہے۔ جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت سے پیش آتا ہے اسی قدر اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہوتا اور اس کی زندگی کی قدر کرتا ہے لیکن جس قدر وہ خدا تعالیٰ سے لاپرواہ اور لاابالی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

انسان اگر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف نہ کرے اور اس کی مخلوق کے لئے نفع رساں نہ ہو تو یہ ایک بیکار اور نکمّی ہستی ہوجاتی ہے۔ بھیڑ بکری بھی پھر اس سے اچھی ہے جو انسان کے کام تو آتی ہے لیکن یہ جب اشرف المخلوقات ہوکر اپنی نوع انسان کے کام نہیں آتا تو پھر بدترین مخلوق ہوجاتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍo ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ﴾ (سورۃ التین: ۵،۶)......۔ پس یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان میں یہ نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے اوامر کی اطاعت کرے اور مخلوق کو نفع پہنچاوے تو وہ جانوروں سے بھی گیا گذرا ہے اور بدترین مخلوق ہے''۔

کامیابی کی موت بھی عمر درازی ہے

''اس جگہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو نیک اور برگزیدہ ہوتے ہیں چھوٹی عمر میں ہی اس جہاں سے رخصت ہوتے ہیں اور اس صورت میں گویا یہ قاعدہ اور اصل ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ ایک غلطی اور دھوکا ہے۔ دراصل ایسا نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا مگر ایک اور صورت پر درازئ عمر کا مفہوم پیدا ہوجاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی کا اصل منشاء اور درازئ عمر کی غائت تو کامیابی اور بامراد ہونا ہے پس جب کوئی شخص اپنے مقاصد میں کامیاب اور بامراد ہوجاوے اور اس کی کوئی حسرت اور آرزو باقی نہ رہے اور درازئ عُمر کے مقصد کو اس نے پالیا ہے۔ اُس کو چھوٹی عمر میں مرنے والا کہنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ صحابہ میں بعض ایسے تھے جنہوں نے بیس بائیس برس کی عمر پائی مگر چونکہ ان کو مرتے وقت کوئی حسرت اور نامرادی باقی نہ رہی بلکہ کامیاب ہوکر اُٹھے تھے اس لئے انہوں نے زندگی کا اصل منشاء حاصل کرلیا تھا''۔

(البدر قادیان ۱۴/اگست ۱۹۰۳ء)

ہر تین سال کے بعد تین ماہ کی رخصت لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے استفادہ کی غرض سے قادیان آجایا کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام انہیں اپنے مکان میں ٹھہراتے تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِلہام الٰہی اور منشائے الٰہی کے مطابق ۱۹۰۵ء کو وصیت کا عظیم الشان نظام جاری فرمایا۔ جس کی تفصیل آپ کے ''رسالہ الوصیۃ'' میں موجود ہے۔ حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے معہ اہل بیت جون ۱۹۱۰ء میں نظام وصیت میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ کو ایثار اور اخلاق کے اظہار کا موقع فرمایا۔ آپ نے معہ اہل بیت حضرت سیدہ سعیدۃ النساء بیگم رضی اللہ عنہ ۱/۳ کی وصیت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ہر دو بزرگ ہستیوں کا وصیت نمبر ۱۸۶ اور ۱۸۷ ہے۔ اس وصیت کرنے میں آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وصیت فارم میں ''میر مجلس صدر انجمن احمدیہ قادیان'' کے مقام پر سیدنا حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مبارک دستخط ہیں۔

حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب ۱۹۲۱ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے پر مستقل طور پر ہجرت کرکے قادیان تشریف لائے۔ اور ۱۹۳۷ء تک خدا تعالیٰ نے آپ کو خدمات عالیہ کی توفیق عطا فرمائی۔

بیماری اور وصال

۱۹۳۷ء میں آپ بوجہ پیری پہلے ہی بہت کمزور اور علیل تھے اور آپ کو چوٹ بھی لگی۔ جس کی وجہ سے کمزوری میں مزید اضافہ ہوگیا۔ ۱۹۳۴ء میں آپ کی بینائی بھی متاثر ہوگئی تھی۔ اور آپ باہر نکل کر چل پھر نہیں سکتے تھے۔ وصال سے چند روز قبل آپ کو پھسل جانے کی وجہ سے چوٹ بھی لگی۔ جس کی وجہ سے کمزوری میں مزید اضافہ ہوگیا اور آپ شدید علیل ہوگئے۔ اور مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۷ء کو ۷۵ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ باغ میں بعداز نماز عشاء نماز جنازہ پڑھائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کے جنازہ کو کندھا بھی (دیا)۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

''نماز اور دعائیں میری طبیعت میں رچ گئی ہیں''

حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب ہمہ وقت دعا گو شخصیت تھے اور اپنی ستّر سالہ حیات طیبہ میں نماز اور دعاؤں کو اپنی طبیعت ثانیہ اور فطرت ثانیہ بنا کر خوبصورت عملی نمونہ پیش فرمایا اور احباب کرام سے بھی اس بات کی توقع رکھتے تھے کہ اپنی زندگیوں میں نماز اور دعاؤں کو فطرت ثانیہ اور اپنی عادات بنالیں۔ آپ اپنی حیات طیبہ کی بابت بیان فرماتے ہیں:-

''اور دعاؤں کو اپنی غذا اور پانی مثل غذا جسمانی بنالو۔ اور اپنی ایک طبع ثانی میں شامل کرلو۔ اور مایوسی کو تم زہر قاتل اور ہلاک کنندہ روح و جسم سمجھو۔ العیاذ باللہ۔ اب اس جگہ مَیں بطور تحدیث بالنعمۃ کے اور ترغیب مخلوق الٰہی کی غرض سے اپنا تجربہ بابت استجابت دعا تحریر کرتا ہوں۔ شاید تمہیں بھی ترغیب اور شوق پیدا ہو۔ میں بخدا سچ کہتا ہوں۔ کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ اور غالباً بلوغ سے اوّل عالم طفولیت میں ہی نماز اور دعاؤں سے مجھ کو ایک دلچسپی جس کو ٹھرک کہتے ہیں، بفضل خدا میری طبیعت میں ایسے رچ گئی کہ مَیں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ اور آرام و قرار نہیں پکڑ سکتا تھا۔ اور اس کو ایک غذا جسمانی کی طرح سمجھتا تھا۔ شاید چونکہ میں پانچ یا چھ سال سے یتیم و بیکس رہ گیا تھا۔ اور یہ زمانہ یتیمی بھی اس کا محرک ہوا ہو۔ اس لئے یہ بھی اس ذات الٰہی کا رحم اور فضل تھا کہ میں ہر ایک حاجت کیا چھوٹی کیا بڑی۔ سب میں دعاؤں سے کامیاب ہوتا رہا۔ میرے ساتھ ہمیشہ عادت اللہ یہی کام کرتی رہی۔ کہ تاوقتیکہ مَیں اپنی ضروریات سائلانہ طور پر اوّل سے عرض نہ کرلوں میری مشکل آسان اور کامیابی نہیں ہوتی تھی۔ جیسا کہ ایک بچہ شیرخوار جب تک دودھ کے لئے اپنی تڑپ اپنے چہرہ و حرکات سے اپنی والدہ پر ظاہر نہ کرے تب تک اس کی توجہ کامل طور پر مبذول نہیں ہوتی۔ یہی حال رب اور فیاض مطلق کا ہے اور کثرت سے میری دعائیں قبول ہوتی رہی ہیں۔ شاید سو دعاؤں میں دس یا بیس حسب مدعا میری قبول نہ ہوئی ہوں گی۔ مگر وہ جو میری منشاء کے مطابق بظاہر قبول نہیں ہوئی تھیں وہ بھی درحقیقت رد نہیں ہوئی ہیں۔ بلکہ دوسرے رنگ میں قبول ہوئی ہیں۔ یعنی یا تو وہ میرے حق میں مضر اور موجب نقصان عظیم تھیں، اس لئے فیاض مطلق نے مجھ کو بذریعہ رد محفوظ رکھا۔ یا اس کے عوض اور کوئی بلا یا مصیبت جو میری شامل اعمال کا نتیجہ تھی وہ ٹال دی۔ یا اس کا نتیجہ عالم برزخ میں میرے لئے بطور امانت رکھا۔ بہرحال یہ بھی سب قبولیت کے انعام میں ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو کسی کی دعا جو خلوص قلب اور تضرع سے کی جاوے کبھی بھی رد نہیں کرتے۔ دعا ایک بیج کی طرح ہے۔ جب کوئی بیج کسی غلہ کا یا جنس کا زمین میں بویا جاوے۔ تو عمدہ زمین میں بلحاظ حفاظت و نگہداشت کے وہ بیج اپنی اپنی فطرتی استعداد کے لحاظ سے ضرور زمین پر اپنا رنگ اور روئیدگی کا جامہ پہن کر نمودار ہوتا ہے۔ مگر ہر جنس کے بیج کے نمودار ہونے کی مختلف میعادیں ہوتی ہیں۔ وہ ضرور اپنی اپنی میعاد پر اپنی نشوونما پاتے ہیں۔ اسی طرح سے سب دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور جو نہیں قبول ہوتیں، وہ دوسرے رنگ میں ظاہر ہوکر رہتی ہیں۔ اور دعا کنندہ سمجھ لیتا ہے کہ میری منشاء کے مطابق قبول نہیں ہونی چاہیے تھیں۔ پس بعض دعائیں تو فوراً دعا کرتے ہی اور بعض ایک ماہ میں، بعض ایک سال میں، اور بعض اس سے زیادہ عرصہ میں قبول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا حضرت رسول کریم ﷺ کے حق میں تین ہزار سال کے بعد قبول ہوئی۔ الغرض دعاؤں میں مایوسی اور ضعف اور تکان اور بزدلی سے کام نہ لیا جاوے۔ انتھک اور مردانہ وار مرتے دم تک لگاتار لگا رہے تو ضرور قبولیت سے کامیابی ہوگی۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اگر کوئی شخص اپنی دعاؤں میں کامیاب ہوتا رہے تو وہ اپنے آپ کو مستجاب الدعوات دیکھ کر نازاں اور متکبر نہ ہوجائے کیونکہ یہ کوئی خاص قرب کا درجہ اس نے حاصل نہیں کیا اور اس سے مقبول الٰہی مقرب خدا نہیں بن گیا۔ کیونکہ اگر وہ ایک سائلانہ حیثیت میں ایک سخی اور غنی بادشاہ کے دروازے پر ہر روز بوقت سوال و عرض کے کچھ حاصل کرلیتا ہے اور کبھی بھی محروم نہیں جاتا۔ تو گویا وہ تو بھیک مانگنے والے فقیروں اور سوالیوں کے رنگ میں اس معطی و منعم کے فیض سے محروم نہیں رہتا۔ بہرحال یہ سائل ہے اور وہ معطی ہے۔ یہ کیا بن گیا۔ آخر ہم انسان بھی تو اپنے گھر کے کتے کو جو ہمیشہ ہمارے دروازے پر گرا رہتا ہے، ہڈی یا ٹکڑا ڈال دیتے ہیں۔ تو اس سے اُس شان یا فطرت میں کوئی فرق نہیں پڑسکتا۔ انسان انسان ہے، کتا کتا ہی ہے۔ اس میں اُس کے لئے کون سی شان یا فخر ہے۔ اسی طرح سے بندہ بندہ ہے، اور خدا خدا۔ یہ سائل ہے اور وہ معطی ہے۔ ہاں البتہ اُس کا فضل و احسان ہے کہ وہ اپنے سائل کو اور اپنے دروازہ پر افتادگان کو نوازنے اور انہیں اپنے وجود اور فیضان ربوبیت سے کبھی بھی محروم نہیں رکھتا''۔

(وصیت حضرت شاہ صاحب)

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات

آپ کے ایک دیرینہ خادم، جو بعد میں احمدی ہوگئے تھے، محترم بابا اِندر صاحب بیان کرتے ہیں:-

''ایک دفعہ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے دائیں کلائی ٹوٹ جانے سے بیماری کی وجہ سے بار بار سمن آنے پر ڈپٹی کیشو داس کی عدالت میں شہادت دینے کے لئے حاضر نہ ہوسکے۔ مجسٹریٹ نے یہ سمجھ کر کہ آپ عمداً حاضری سے گریز کررہے ہیں۔ سول سرجن سیالکوٹ کی معرفت حاضری کا حکم نامہ بھجوایا۔ اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ سول سرجن کے تاکیدی حکم پر آپ کو مجبوراً حاضر ہونا پڑا۔ عدالت کے باہر مجسٹریٹ پاس سے گزرا تو اس کی ہئیت سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپ نے مجھے کہا کہ ڈپٹی صاحب خفا معلوم ہوتے ہیں۔ خوف ہے کہ مجھ پر ناپسندیدہ جرح کرکے میری خفت نہ کریں۔ وضو کے لئے پانی لاؤ تاکہ عدالت کی طرف سے آواز پڑنے سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرلوں۔ چنانچہ آپ نے نہایت خشوع و خضوع سے نفل ادا کئے۔ آپ کمرہ عدالت میں داخل ہوئے تو مجسٹریٹ نے اپنا سر پکڑ لیا اور ریڈر کو کہا کہ میرے سر میں شدید درد شروع ہوگیا ہے۔ میں پچھلے کمرہ میں آرام کرتا ہوں۔ تم ڈاکٹر صاحب کی شہادت قلم بند کرلو۔ ڈاکٹر صاحب کی شہادت پر ریڈر دستخط کرانے گیا۔ تو مجسٹریٹ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کے خرچہ کا کاغذ بھی تیار کرلو۔ اور کمرہ عدالت

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا نظام ہر احمدی کو پیار ومحبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے

جماعت احمدیہ میں عہدیدار اس تصور سے بنائے جاتے ہیں کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہے

(کارکنان اور عہدیداران کو نہایت اہم اور پرحکمت نصائح اور ان کی ذمہ داریوں کی تفاصیل)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۵/دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۵/فتح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْلَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۔فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾۔(سورۃ آل عمران آیت ۱۶۰)

جماعت احمدیہ کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو بچپن سے لے کر مرنے تک ہر احمدی کو ایک پیار اور محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔ بچہ جب سات سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے ایک نظام کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے اور وہ مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر بن جاتا ہے۔ ایک بچی جب سات سال کی عمر کو پہنچتی ہے تو وہ ناصرات الاحمدیہ کی رکن بن جاتی ہے جہاں انہیں ایک ٹیم ورک کے تحت کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ پھر انہی میں سے ان کے سائق بنا کر اپنے عہدیدار کی اطاعت کا تصور پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر پندرہ سال کی عمر کو جب پہنچ جائیں تو بچے خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں اور بچیاں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں شامل ہو جاتی ہیں اور ایک انتظامی ڈھانچے کے تحت بچپن سے تربیت حاصل کر کے اوپر آنے والے بچے اور بچیاں ہیں جب نوجوانی کی عمر میں قدم رکھتے ہیں تو ان نیک تنظیموں میں شامل ہونے سے جماعتی نظام اور طریقوں سے ان کو مزید واقفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور عمر کے ساتھ ساتھ کیونکہ اب یہ بچے اور بچیاں اس عمر کو پہنچ جاتے ہیں جس میں شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے پندرہ سال کی عمر کے بعد یہ خود بھی اپنے میں سے ہی اپنے عہدیدار منتخب کرتے ہیں اور ان کے تحت ان کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے اور نظام چل رہا ہوتا ہے۔ تو پندرہ سال کی عمر کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لجنہ یا خدام میں جا کر یہ لوگ اپنے عہدیدار اپنے میں سے منتخب کرتے ہیں اور پھر مرکزی ہدایات کی روشنی میں متفرق امور اور تربیتی امور خود سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ تو بچپن سے ہی ایسی تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے، ایسے پروگراموں میں شمولیت کی وجہ سے ان کو ٹریننگ ہو جاتی ہے اور پھر یہی بچے جب بڑے ہوتے ہیں اور جماعتی نظام میں پوری طرح سموئے جاتے ہیں تو جماعتی کاموں میں بھی زیادہ فائدہ منداور مفید وجود ثابت ہوتے ہیں اور اس نظام کا ایک حصہ بنتے ہیں۔ تو بہرحال انہی ذیلی نظاموں کا حصہ بنتے ہوئے ہر بچہ، جوان، عورت، مرد، جب جماعتی نظام کا حصہ بن جاتے ہیں تو گو جماعتی نظام پہلے ہے، مقدم ہے۔ لیکن اس میں ہر بچے اور نوجوان کی اس طرح مکمل Involvement نہیں ہوتی جس طرح کہ شروع میں ذیلی تنظیموں میں ہو رہی ہوتی ہے اور ہو بھی نہیں سکتی۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ کی دوررس نظر نے ذیلی تنظیموں کا قیام کیا تھا اور یہ آپ کا ایک بہت بڑا احسان ہے جماعت پر۔ اور اسی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا، ابتداء سے ہی جماعت کے ہر بچہ کے ذہن میں جماعتی نظام کا ایک تقدس اور احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسی احترام اور تقدس کے تحت وہ پروان چڑھتا ہے اور چونکہ ابتداء سے ہی نظام کا تصورِ پیار ومحبت اور بھائی چارے اور مل جل کر کام کرنے کی روح کے ساتھ وہ بچہ پروان چڑھ رہا ہوتا ہے اور پھر خلیفۂ وقت کے ساتھ ہر موقع پر ذاتی پیار ومحبت کا تعلق اس ٹریننگ کی وجہ سے ہو رہا ہوتا ہے اور ہو جاتا ہے اس لئے ہر فرد جماعت جب جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہو اور اپنے عہدیداران کی اطاعت بخوشی کرتا ہے تو اس لئے کرتا ہے کہ بچپن سے نظام کے بارہ میں پڑنے والی آواز اور خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق اور پیار کی وجہ سے مجبور ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت چونکہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اور خلیفۂ وقت کی براہ راست اس پر نظر ہوتی ہے اس لئے نئے شامل ہونے والے، نومبایعین بھی ان احمدیوں کے علاوہ بھی جو پیدائشی احمدی ہوں، بڑی جلدی نظام میں سموئے جاتے ہیں۔

لیکن جیسے جیسے یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے، نظام جماعت کو چلانے والے کارکنان اور عہدیداران کی ذمہ داریاں بھی زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ انہیں تسبیح اور استغفار کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِرَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ کا جو حکم ہے اس طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور یہی چیز ان کو زیادہ احساس دلا رہی ہے، یا کم از کم احساس دلانا چاہئے کہ اپنی طبیعتوں میں نرمی پیدا کرنے کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینے کے احساس کو زیادہ ابھارنے کی ضرورت ہے۔ نظام جماعت کی ذمہ داری ادا کرتے وقت اپنی اناؤں اور خواہشات کو مکمل ختم کر کے خدمت سرانجام دینے کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور پہلے سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آ جانے کی عادت کو عہدیداران کو ترک کرنا ہوگا اور کرنا چاہئے۔ جماعت کے احباب سے پیار، محبت کے تعلق کو بڑھانے، ان کی باتوں کو غور اور توجہ سے سننے اور ان کے لئے دعائیں کرنے کی عادت کو مزید بڑھانا چاہئے۔ تبھی سمجھا جا سکتا ہے کہ عہدیداران اپنی ذمہ داریاں مکمل طور پر ادا کر رہے ہیں یا کم از کم ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں عہدیدار اسٹیجوں پر بیٹھنے یا رعونت سے پھرنے کے لئے نہیں بنائے جاتے بلکہ اس تصور سے بنائے جاتے ہیں کہ قوم کے سردار قوم کے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جماعت کو اکٹھا رکھنے کے لئے ایک رہنما اصول اس آیت میں بتا دیا ہے جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔ تو اگر آنحضرت ﷺ کی اس خوبی کی وجہ سے کہ آپ کے دل میں لوگوں کے لئے نرمی اور محبت کے جذبات تھے لوگ آپ کے اردگرد اکٹھے ہوتے تھے اور آپ کے پاس آتے تھے تو پھر مَیں اور آپ، ہم کون ہوتے ہیں جو محبت اور پیار کے جذبات لوگوں کے لئے نہ دکھائیں اور امید رکھیں کہ لوگ ہماری ہر بات مانیں۔ ہمیں تو اپنے آقا کی اتباع میں بہت بڑھ کر عاجزی، انکساری، پیار اور محبت کے ساتھ لوگوں سے پیش آنا چاہئے۔ کیونکہ خلیفۂ وقت کے لئے تو ہر ملک میں، ہر شہر میں یا ہر محلے میں جا کر لوگوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنا مشکل ہے۔ یہ نظام جماعت قائم ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔ وہ تمام عہدیدار چاہے ذیلی تنظیموں کے عہدیدار ہوں چاہے جماعتی عہدیدار ہوں، خلیفۂ وقت کے نمائندے کے طور پر اپنے اپنے علاقہ میں متعین ہیں اور ان سے یہی امید کی جاتی ہے اور یہی تصور ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔ اگر وہ اپنے علاقہ کے احمدیوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، ان کی غمی خوشی میں شریک نہیں ہو رہے، ان سے پیار محبت کا سلوک نہیں کر رہے، یا اگر خلیفۂ وقت کی طرف سے کسی معاملہ میں رپورٹ منگوائی جاتی ہے تو بغیر تحقیق کے مکمل طریق کے جواب دے دیتے ہیں یا کسی ذاتی عناد کی وجہ سے، جو خدا نہ کرے ہمارے کسی عہدیدار میں ہو، غلط رپورٹ دے دیتے ہیں تو ایسے تمام عہدیدار گنہگار ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں بغیر مکمل تحقیق کے ایک رپورٹ چند احمدیوں کے بارہ میں مقامی جماعت کی طرف سے مرکز میں آئی کہ انہوں نے فلاں فلاں جماعتی روایات سے ہٹ کر کام کیا ہے اور جماعتی قواعد کے مطابق اس کی سزا اخراج از نظام جماعت تھی۔ جب مرکزی دفتر نے مجھے لکھا اور ان اشخاص کو اخراج از نظام جماعت کی سزا ہو گئی۔ تو جن کو سزا ہوئی تھی انہوں نے شور مچایا کہ ہمارا تو اس کام سے

کوئی واسطہ ہی نہیں، ہم تو بالکل معصوم ہیں، اور کسی طرح بھی ہم ملوث نہیں ہیں۔ تو پھر مرکز نے نئے سرے سے کمیشن خود مقرر کیا اور تحقیق کی تو پتہ چلا کہ صدر جماعت نے بغیر مکمل تحقیق کے رپورٹ کردی تھی اور اب صدر صاحب کہتے ہیں غلطی سے نام چلا گیا۔ یعنی یہ تو بچوں کا کھیل ہوگیا کہ ایک معصوم کو اتنی سخت سزا دلوا رہے ہیں اور پھر بھولے بن کر کہہ دیا کہ غلطی سے نام چلا گیا۔ تو ایسے غیر ذمہ دار صدر کو تو مَیں نے مرکز کو کہا ہے کہ فوری طور پر ہٹا دیا جائے۔ اور آئندہ بھی جو کوئی ایسی غیر ذمہ داری کا ثبوت دے گا اس کو پھر تا زندگی کبھی کوئی جماعتی عہدہ نہیں ملے گا۔ ایسے شخص نے ہمیں بھی گناہگار بنوایا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی، اپنے فرض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔

(مسلم کتاب الایمان باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار)

پھر ایک حدیث ہے۔ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ امیر نگران ہے اور آدمی اپنے گھر کا نگران ہے، عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے، اولاد کی نگران ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس طرح نبھایا ہے۔

تو تمام عہدیداران اپنے اپنے دائرہ عمل میں نگران بنائے گئے ہیں۔ مَیں نے پہلے بھی ذیلی تنظیموں کا بھی ذکر کیا ہے تو بعض دفعہ بعض رپورٹیں ذیلی تنظیموں کی معلومات پر مبنی ہوتی ہیں، ان کی طرف سے آرہی ہوتی ہیں۔ تو اگر ہر لیول پر اس نگرانی کا صحیح حق ادا نہیں ہو رہا ہوگا تو پھر آنحضرت ﷺ نے تنبیہ فرما دی ہے کہ اگر تم بطور نگران اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر رہے تو تم پوچھے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مجرم کی حیثیت سے حاضر ہونا اور پوچھے جانا بذات خود ایک خوف پیدا کرنے والی بات ہے لیکن یہاں جو فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ تم پوچھے جاؤ گے اور شاید نرمی کا سلوک ہو جائے اور جان بچ جائے بلکہ فرمایا کہ جنت ایسے لوگوں پر حرام کر دی جائے گی۔ پس بڑا شدید انذار ہے، خوف کا مقام ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر عہدیدار کو ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ ذیلی تنظیموں کی عاملہ ہو، لجنہ، انصار، خدام کی یا جماعت کی عاملہ، کسی شخص کے بارہ میں جب کوئی رائے قائم کرنی ہو تو اس بارہ میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ چاہے اس شخص کے گزشتہ رویہ کے بارہ میں علم ہو کہ کوئی بعید نہیں کہ اس نے ایسی حرکت کی ہو اس لئے اس کو سزا دے دو یا سزا کی سفارش کر دو۔ نہیں، بلکہ جو معاملہ عاملہ کے سامنے پیش کیا ہے اس کی مکمل تحقیق کریں۔ اگر شک کا فائدہ مل سکتا ہے تو اس کو ملنا چاہئے جس پر الزام لگ رہا ہے۔ اگر وہ شخص مجرم ہے تو شاید اس کو یہ احساس ہو جائے کہ گو مَیں نے جرم تو کیا ہے لیکن شک کی وجہ سے مجھ سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ تو آئندہ اس کی اصلاح بھی ہو سکتی ہے یا کم از کم مجلس عاملہ یا ایسے عہدیدار اس حدیث پر تو عمل کرنے والے ہوں گے جو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسلمان کو سزا سے بچانے کی حتی الامکان کوشش کرو۔ اگر اس کے بچنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہو تو معاملہ رفع دفع کرنے کی سوچو۔ امام کا معاف اور درگزر کرنے میں غلطی کرنا، سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔

(ترمذی ابواب الحدود۔ باب ما جاء فی درء الحدود)

پھر ایک حدیث ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہو اللہ اس کی حاجات اور مقاصد پورے نہیں کرے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات پوری نہ کرے۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ طبرانی و ترمذی)

تو اس حدیث میں یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ بحیثیت عہدیدار تم پر بڑی ذمہ داری ہے۔ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس لئے صرف یہ نہ سمجھو کہ عہدیدار بن کر، صرف عاملہ میں بیٹھ کر جو معاملات لڑائی جھگڑے یا لین دین کے آتے ہیں ان کو ہی نمٹانا مقصود ہے۔ بلکہ ہر عہدیدار پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری نبھائے۔ ہر سیکرٹری اپنے فرائض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔ اب سیکرٹری امور عامہ کا صرف یہ کام ہی نہیں ہے کہ آپس کے فیصلے کروائے جائیں یا غلط حرکات اگر کسی کی دیکھیں تو انہیں دیکھ کر مرکز میں رپورٹ کردی جائے۔ اس کا یہ کام بھی ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے بیکار افراد جن کو روزگار میسر نہیں، خدمت خلق کا بھی کام ہے اور روزگار مہیا کرنے کا بھی کام ہے، اس کے لئے روزگار کی تلاش میں مدد کرے۔ بعض لوگ طبعاً کاروباری ذہن کے بھی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی فہرستیں تیار کریں۔ اگر ایسے افراد میں صلاحیت دیکھیں تو تھوڑی بہت مالی مدد کرکے معمولی کاروبار بھی ان سے شروع کروایا جاسکتا ہے۔ اور اگر ان میں صلاحیت ہوگی تو وہ کاروبار چمک بھی جائے گا اور آہستہ آہستہ بہتر کاروبار بن سکتا ہے۔ مَیں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جو پاکستان میں بھی سائیکل پر پھیری لگا کر یا کسی دوکان کے تھڑے پر بیٹھ کے، ٹوکری رکھ کر یا چند کپڑے کے تھان رکھ کر اس وقت دوکانوں کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ تو یہ ہمت دلانا بھی، توجہ دلانا بھی، ایسے لوگوں کو پیچھے پڑ کر کہ کسی نہ کسی کام پر لگیں یہ بھی جماعتی نظام یا جماعتی نظام کے عہدیدار کا کام ہے جس کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے یعنی سیکرٹری امور عامہ۔

پھر سیکرٹری تعلیم ہے۔ عموماً سیکرٹریان تعلیم جماعتوں میں اتنے فعال نہیں جتنے ان سے توقع کی جاتی ہے یا کسی عہدیدار سے توقع کی جاسکتی ہے۔ اور یہ مَیں یونہی اندازے کی بات نہیں کر رہا، ہر جماعت اپنا اپنا جائزہ لے لے تو پتہ چل جائے گا کہ بعض سیکرٹریان پورے سال میں کوئی کام نہیں کرتے۔ حالانکہ مثلاً سیکرٹری تعلیم کی مثال دے رہا ہوں، سیکرٹری تعلیم کا یہ کام ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے بچوں کی فہرست بنائے جو پڑھ رہے ہیں، جو سکول جانے کی عمر کے ہیں اور سکول نہیں جا رہے۔ پھر وجہ معلوم کریں کہ کیا وجہ ہے وہ سکول نہیں جا رہے۔ مالی مشکلات ہیں یا صرف نکما پن ہی ہے۔ اور ایک احمدی بچے کو تو توجہ دلانی چاہئے کہ اس طرح وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً پاکستان میں ہر بچے کے لئے خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ شرط لگائی تھی کہ ضرور میٹرک پاس کرے۔ بلکہ اب تو معیار کچھ بلند ہو گئے ہیں اور مَیں کہوں گا کہ ہر احمدی بچے کو ایف۔ اے ضرور کرنا چاہئے۔

افریقہ میں جو کم از کم معیار ہے پڑھائی کا۔ سیکنڈری سکول کا یا جی سی ایس سی، یہاں بھی ہے، وہاں بھی۔ اسی طرح ہندوستان اور بنگلہ دیش اور دوسرے ملکوں میں، یہاں بھی مَیں نے دیکھا ہے یورپ کے اور امریکہ کے بعض لڑکے ملتے ہیں وہ پڑھائی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ تو یہ کم از معیار ضرور حاصل کرنا چاہئے۔ بلکہ یہاں تک تعلیمی سہولتیں ہیں بچوں کو اور بھی آگے پڑھنا چاہئے۔ اور سیکرٹریان تعلیم کو اپنی جماعت کے بچوں کو اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ اگر تو یہ بچے جس طرح مَیں نے پہلے کہا، کسی مالی مشکل کی وجہ سے انہوں نے پڑھائی چھوڑی ہوئی ہے تو جماعت کو بتائیں۔ جماعت انشاء اللہ حتی الوسع ان کا انتظام کرے گی۔ اور پھر یہ بھی ہوتا ہے بعض دفعہ کہ بعض بچوں کو عام روایتی پڑھائی میں دلچسپی نہیں ہوتی۔ اگر اس میں دلچسپی نہیں ہے تو پھر کسی ہنر کے سیکھنے کی طرف بچوں کو توجہ دلائیں۔ وقت بہرحال کسی احمدی بچے کا ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ پھر ایسی فہرستیں ہیں جوان پڑھے لکھوں کی تیار کی جائیں جو آگے پڑھنا چاہتے ہیں۔ ہائر سٹڈیز کرنا چاہتے ہیں لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتے تو جس حد تک ہوگا جماعت ایسے لوگوں کی مدد کرے گی۔ لیکن بہرحال سیکرٹریان تعلیم کو خود بھی اس سلسلے میں Active ہونا پڑے گا اور ہونا چاہئے۔ تو یہ چند مثالیں ہیں۔ جو ذمہ داری ہے سیکرٹری تعلیم کی، اور بھی بہت سارے کام ہیں اس بارہ میں چند مثالیں مَیں نے دی ہیں۔ اگر محلے کے لیول سے لے کر نیشنل لیول تک سیکرٹریان تعلیم مؤثر ہو جائیں اور کام کرنے والے ہوں تو یہ تمام باتیں جو مَیں نے بتائی ہیں اور ان کے علاوہ بھی اور بہت ساری باتیں ہیں ان سب کا علم ہو سکتا ہے۔ فہرست تیار ہو سکتی ہے اور پھر ایسے طلباء کو مدد کرکے پھر آگے پڑھایا بھی جا سکتا ہے۔

پھر سیکرٹری تربیت یا اصلاح و ارشاد ہے ان کو بھی بہت فعال کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ سکرٹریاں تربیت یا اصلاح وارشاد بعض جگہوں پر کہلاتے ہیں، اپنے معین پروگرام بنا کر نچلے سے نچلے لیول سے لے کر مرکزی لیول تک کام کریں جس طرح کام کرنے کا حق ہے تو امور عامہ کے مسائل بھی اس تربیت سے حل ہو جائیں گے، تعلیم کے مسائل بھی کافی حد تک کم ہو جائیں گے، رشتہ ناطہ کے مسائل بھی بہت حد تک کم ہو جائیں گے۔ یہ شعبے آپس میں اتنے ملے ہوئے ہیں کہ تربیت کا شعبہ فعال ہونے سے بہت سارے شعبے خود ہی فعال ہو جاتے ہیں اور جماعت کا عمومی روحانی معیار بھی بلند ہوگا۔ تو یہ جو حدیث ہے، لوگوں کی ضروریات پوری کرنے سے یہ مراد ہے کہ یہ عہدے تمہارے سپرد ہیں ان عہدوں کی ذمہ داری کو سمجھو اور ان کو ادا کرو۔ جب اس طریق سے ہر عہدیدار اپنے اپنے شعبہ کی ذمہ داریاں ادا کرے گا تو

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

لوگوں کے دلوں میں آپ کے لئے مزید عزت واحترام پیدا ہوگا اور جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت کا عمومی معیار بھی بلند ہوگا۔

اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اقتباس ہے وہ مَیں سناتا ہوں۔فرمایا:

”دنیا میں بہترین مصلح وہی سمجھا جاتا ہے جو تربیت کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں ایسی روح پیدا کردیتا ہے کہ اس کا حکم ماننا لوگوں کے لئے آسان ہوجاتا ہے اور وہ اپنے دل پر کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم باقی الہامی کتب پر فضیلت رکھتا ہے۔اور الہامی کتابیں تو یہ کہتی ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو۔مگر قرآن یہ کہتا ہے کہ اس لئے کرو، اس لئے کرو۔گویا وہ خالی حکم نہیں دیتا بلکہ اس حکم پر عمل کرنے کی انسانی قلوب میں رغبت بھی پیدا کردیتا ہے۔تو سمجھانا اور سمجھا کر قوم کے افراد کو ترقی کے میدان میں اپنے ساتھ لئے جانا، یہ کامیابی کا ایک اہم گُر ہے۔اور قرآن کریم نے اس پر خاص زور دیا ہے۔چنانچہ سورۂ لقمان میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو مخاطب کرکے جو نصیحتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک نصیحت یہ ہے کہ ﴿وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ﴾ (لقمان:۲۰) کہ تمہارے ساتھ چونکہ کمزور لوگ بھی ہوں گے اس لئے ایسی طرز پر چلنا کہ کمزور رہ نہ جائیں۔بے شک تم آگے بڑھنے کی کوشش کرو مگر اتنے تیز بھی نہ ہوجاؤ کہ کمزور طبائع بالکل رہ جائیں۔

دوسرے جب بھی تم کوئی حکم دو، محبت پیار اور سمجھا کر دو۔اس طرح نہ کہو کہ ”ہم یوں کہتے ہیں“۔ (تو قرآن شریف کی تعلیم تو یہ ہے کہ محبت اور پیار سے حکم دو، نہ کہ آرڈر ہو۔) بلکہ ایسے رنگ میں بات پیش کرو کہ لوگ اسے سمجھ سکیں۔اور وہ کہیں کہ اس کو تسلیم کرنے میں تو ہمارا اپنا فائدہ ہے۔ ﴿وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ﴾ کے یہی معنی ہیں۔

گویا میانہ روی اور پُرحکمت کلام یہ دو چیزیں مل کر قوم میں ترقی کی روح پیدا کیا کرتی ہیں۔اور پُرحکمت کلام کا بہترین طریق یہ ہے کہ دوسروں میں ایسی روح پیدا کردی جائے کہ جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو سننے والے کہیں کہ یہی ہماری اپنی خواہش تھی۔یہی وقت ہوتا ہے کہ جب کسی قوم کا قدم ترقی کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھنا شروع ہوجاتا ہے“۔(مشعل راہ جلد اول صفحہ ۱۵)

پھر بعض اور بھی شکایات ہیں۔بعض جگہ سے شکایت آجاتی ہے کہ ہم نے اپنے حالات کی وجہ سے امداد کی درخواست کی جو مرکز سے مقامی جماعت میں تحقیق کے لئے آئی تو صدر جماعت بڑے غصے میں آئے اور کہا کہ تم نے براہ راست درخواست کیوں دی، ہمارے ذریعہ کیوں نہ بھجوائی۔لکھنے والے لکھتے ہیں کہ ہم نے تو ان سے معافی مانگ لی ، دوبارہ ان کے ذریعہ سے درخواست بھجوائی گئی اور ایک لمبا عرصہ گزر گیا ہے ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور پتہ بھی نہیں لگا۔جو ہماری ضرورت تھی وہ اسی طرح قائم ہے۔ ایک تو ڈانٹ ڈپٹ کی گئی، بے عزتی کرکے معافی منگوائی گئی، دوبارہ درخواست لکھوائی اور پھر کارروائی بھی نہیں کی۔اگر کسی عہدیدار نے یا صدر جماعت نے یہ سمجھ کر کہ یہ درخواست لکھنے والا یا درخواست دہندہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی امداد کی جائے، ایسے لوگوں کو پیار سے بھی سمجھایا جاسکتا ہے۔اور پھر اگر مدد نہیں کرنی تھی تو درخواست دوبارہ لکھوانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔تو یہ چیزیں ایسی ہیں کہ بلاوجہ عہدیدار کے لئے لوگوں کے دلوں میں بے چینی پیدا کرتی ہیں۔ان چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔امراء ہوں، صدران ہوں، ہر وقت یہ ذہن میں رکھیں کہ وہ خلیفۂ وقت کے نمائندے کے طور پر جماعتوں میں متعین کئے گئے ہیں اور اس لحاظ سے انہیں ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن مُرّہ نے حضرت معاویہ سے کہا کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو امام حاجتمندوں، ناداروں اور غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات وغیرہ کے لئے آسمان کا دروازہ بند کردیتا ہے۔

(ترمذی ابواب الاحکام باب فی امام الرعیة)

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو سننے کے بعد حضرت معاویہ نے ایک شخص کو مقرر کردیا کہ لوگوں کی ضروریات اور مشکلات کا مداوا کیا کرے اور ان کی ضرورتیں پوری کرے۔تو جماعتی نظام جو ہے وہ اسی لئے مقرر کیا گیا ہے۔

پھر حضرت معاذؓ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔اگر کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔یہ نیکی بدی کو مٹادے گی۔اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب فی ما معاشرة الناس)

اَبُوبُرْدَہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ابوموسیٰؓ اور معاذؓ بن جبل کو یمن کی طرف والی بنا کر بھیجا۔آپؐ نے ہر ایک کو ایک ایک حصہ کا والی مقرر کرکے بھیجا (یمن کے دو حصے تھے)۔پھر فرمایا: آسانی پیدا کرنا، مشکلیں پیدا نہ کرنا۔محبت و خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پنپنے دینا۔

(بخاری، کتاب المغازی، باب بعث ابی موسیٰ و معاذ الی الیمن)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری اس کوٹھڑی میں فرمایا: یا اللہ! جو کوئی میری امت کا حاکم ہو پھر وہ ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی کرنا اور جو کوئی میری امت کا حاکم ہو اور وہ ان پر نرمی کرے تو تُو بھی اس سے نرمی فرمانا۔

(صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامام العادل ....)

اصل میں تو امراء، صدران، عہدیداران یا کارکنان جو بھی ہیں ان کا اصل کام تو یہ ہے کہ اپنے اندر بھی اور لوگوں میں بھی نظام جماعت کا احترام پیدا کیا جائے۔اور اسی طرح جماعت کے تمام افراد کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں میں بھی جماعت کا احترام پیدا کریں۔نظام جماعت کا احترام پیدا کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ جو نصائح مَیں عہدیداران کے لئے کرتا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ صرف عہدیداران کے لئے ہیں بلکہ تمام افراد جماعت مخاطب ہوتے ہیں اور ان کو بھی یہ نصائح ہیں۔ہوسکتا ہے کہ کل کو ایک عہدیدار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کی وجہ سے، یا بیمار ہوجانے کی وجہ سے ، یا بڑھاپے کی وجہ سے، یا فوت ہوجانے کی وجہ سے کوئی دوسرا شخص اس عہدے کے لئے مقرر کردیا جائے۔پھر انتخابات بھی ہوتے ہیں، عہدے بدلتے بھی رہتے ہیں۔تو ہر ایک کو اپنے ذہن میں یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ جب بھی وہ عہدیدار بنیں گے وہ ایک خادم کے طور پر خدمت کرنے کے لئے بنیں گے۔بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ عہدیدار بدلے بھی جاتے ہیں، خلیفۂ وقت خود بھی اپنی مرضی سے بعض عہدوں کو تبدیل کردیتے ہیں۔تو بہرحال نئے آنے والے شامل ہوتے ہیں اور نئے آنے والوں کی بھی یہی سوچ ہونی چاہئے اور اگر بنیادی ٹریننگ ہوگی تو اس سوچ کے ساتھ جو عہدہ ملے گا تو ان کو کام کرنے کی سہولت بھی رہے گی۔

تو جیسا کہ مَیں نے کہا ہر شخص کو اس ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے کہ اس نے نظام جماعت کا احترام کرنا ہے اور دوسروں میں بھی یہ احترام پیدا کرنا ہے۔تو خلیفۂ وقت کی تسلی بھی ہوگی کہ ہر جگہ کام کرنے والے کارکنان، نظام کو سمجھنے والے کارکنان، کامل اطاعت کرنے والے کارکنان میسر آسکتے ہیں تو بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اصل کام نظام جماعت کا احترام قائم کرنا ہے اور اس کو صحیح خطوط پر چلانا ہے۔تو اس کے لئے عہدیداران کو، کارکنان کو دو طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ایک تو وہ ہیں جو جماعت کے عام ممبر ہیں۔جتنے زیادہ یہ مضبوط ہوں گے، جتنا زیادہ ہر شخص کا نظام سے تعلق ہوگا، جتنی زیادہ ان میں اطاعت ہوگی، جتنی زیادہ قربانی کا ان میں مادہ ہوگا، اتنا ہی زیادہ نظام جماعت مضبوط ہوگا۔اور یہ چیزیں ان میں کس طرح پیدا کی جائیں۔اس سلسلہ میں عہدیداران کے فرائض کیا ہیں؟ اس کا مَیں اوپر تذکرہ کرچکا ہوں۔اگر وہ پیار محبت کا سلوک رکھیں گے تو یہ باتیں لوگوں میں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔اور یہی آپ کا گروہ ہے جتنا زیادہ اس کا تعلق جماعت سے اور عہدیدارن سے مضبوط ہوگا، اتنا ہی زیادہ نظام جماعت بھی آرام سے اور بغیر کسی رکاوٹ کے چلے گا۔اتنا زیادہ ہی ہم دنیا کو اپنا نمونہ دکھانے کے قابل ہو سکیں گے۔اتنی ہی زیادہ ہمیں نظام جماعت کی پختگی نظر آئے گی۔جتنا جتنا تعلق افراد جماعت اور عہدیداران میں ہوگا۔اور پھر خلیفۂ وقت کی بھی تسلی ہوگی کہ جماعت ایسی مضبوط بنیادوں پر قائم ہوچکی ہے جن سے بوقت ضرورت مجھے کارکنان اور عہدیداران میسر آسکتے ہیں۔اگر کسی جگہ کچھ جماعتیں تو اعلیٰ معیار کی ہوں اور کچھ جماعتیں ابھی بہت پیچھے ہوں تو بہرحال یہ فکر کا مقام ہے۔تو عہدیداران کو اپنے علاقہ میں، اپنے ضلع میں یا اپنے ملک میں اس نہج پر جائزے لینے ہوں گے کہ کہیں کوئی کمی تو نظر نہیں آرہی۔اپنے کام کے طریق کا جائزہ لینا ہوگا۔اپنی عاملہ کی مکمل Involvement کا یا مکمل ان کاموں میں شمولیت کا جائزہ لینا ہوگا۔کہیں آپ نے عہدے صرف اس لئے تو نہیں رکھے ہوئے کہ عہدہ مل گیا ہے اور معذرت کرنا مناسب نہیں اس لئے عہدہ رکھی رکھو اور اس سے جس طرح بھی کام چلتا ہے چلائے جاؤ۔اس طرح تو جماعتی

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

نظام کونقصان پہنچ رہا ہوگا۔ اگر تو ایسی بات ہے تو یہ زیادہ معیوب بات ہے اور یہ زیادہ بڑا گناہ ہے بنسبت اس کے کہ عہدے سے معذرت کر دی جائے۔ اس لئے ایسے عہدیدار تو اس طرح جماعت کے نظام کو، جماعت کے وقار کونقصان پہنچانے والے عہدیدار ہیں۔

دوسرے یہ ذمہ داری ہے عہدیداران کی عام لوگوں سے ہٹ کر، اپنے دوسرے برابر کے عہدیداروں یا ماتحت عہدیداران یا کارکنان کا احترام ہے۔ یہ کوئی دنیاوی عہدہ نہیں ہے جس طرح مَیں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ جو آپ کو مل گیا ہے اور کوئی سمجھ بیٹھے کہ اب سب طاقتوں کا مَیں مالک بن گیا ہوں۔ یہاں بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے امیر اپنی عاملہ کا احترام کریں، ان کی رائے کو وقعت دیں، اس پر غور کریں۔ اسی طرح اگر کوئی ماتحت بھی رائے دیتا ہے تو اس کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں، کم نظر سے نہ دیکھیں۔ اگر آنحضرت ﷺ کو حکم ہے کہ مشورہ کریں تو ہم، آپ تو بہت معمولی چیز ہیں۔ تو کسی کی رائے کو کبھی بھی تکبر کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ اپنا ایک وقار عہدیدار کا ہونا چاہئے اور یہ نہیں کہ غصے میں مغضوب الغضب ہو کر ایک تو رائے کو ردّ کر دیا اور مسجد میں یا میٹنگ میں تُو تکار بھی شروع ہو جائے۔ یا گفتگو ایسے لہجہ میں کی جائے جس سے کسی دوسرے عہدیدار کا یا کسی دوسرے شخص کے بارہ میں جس سے استخفاف کا پہلو نکلتا ہو، کم نظر سے دیکھنے کا پہلو نکلتا ہو۔ تو ہمارے عہدیداران اور کارکنان کو تو انتہائی وسعت حوصلہ کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ کھلے دل سے تنقید بھی سننی چاہئے، برداشت بھی کرنی چاہئے۔ اور پھر ادب کے دائرے میں رہ کر ہر شخص کی عزت نفس ہوتی ہے اس کا خیال رکھ کر دلیل سے جواب دینا چاہئے۔ یہ نہیں کہ مَیں نے یہ کہہ دیا ہے اس پر عمل نہیں ہو رہا تو تم یہ ہو، تم وہ ہو، یہ بڑا غلط طریق ہے۔ عہدیدار کا مقام جماعت میں عہدیدار کا ہے خواہ وہ چھوٹا عہدیدار ہے یا بڑا عہدیدار ہے۔ پھر قطع نظر اس کے کہ کسی کی خدمت کو لمبا عرصہ گزر گیا ہے یا کسی کی خدمت کو تھوڑا عرصہ گزرا ہے۔ اگر کم عمر والے سے یا عہدے میں اپنے سے کم درجہ والے سے بھی ایسے رنگ میں کوئی گفتگو کرتا ہے جس سے سُبکی کا پہلو نکلتا ہو تو گو دوسرا شخص اپنے وسعت حوصلہ کی وجہ سے، یعنی جس سے تلخ کلامی کی گئی ہے وہ اپنے وسعت حوصلہ کی وجہ سے، اطاعت کے جذبہ سے برداشت بھی کر لے ایسی بات لیکن اگر ایسے عہدیدار کا معاملہ جو دوسرے عہدیداران یا کارکنان کا احترام نہیں کرتے میرے سامنے آیا تو قطع نظر اس کے کہ کتنا Senior ہے اس کے خلاف بہرحال کارروائی ہوگی، تحقیق ہوگی۔ اس لئے آپس میں ایک دوسرے کا احترام کرنا بھی سیکھیں اور مشورے لینا اور مشوروں میں ان کو اہمیت دینا۔ اگر اچھا مشورہ ہے تو ضروری نہیں کہ چونکہ مَیں بڑا ہوں اس لئے میرا مشورہ ہی اچھا ہو سکتا ہے اور چھوٹے کا مشورہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ اس کو بہرحال وقعت کی نظر سے دیکھنا چاہئے، اس کو کوئی وزن دینا چاہئے۔

پھر ہمارے ہاں قضا کا ایک نظام ہے، مقامی سطح پر بھی اور مرکزی سطح پر بھی، جماعتوں میں بھی۔ تو قضا کے معاملات بھی ایسے ہیں جن میں ہر قاضی کو خالی الذہن ہو کر، دعا کر کے، پھر معاملہ کو شروع کرنا چاہئے۔ کبھی کسی بھی فریق کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ قاضی نے دوسرے فریق کی بات زیادہ توجہ سے سن لی ہے۔ یا فیصلے میں میرے نکات کو پوری طرح زیر غور نہیں لایا اور دوسرے کی طرف زیادہ توجہ رہی ہے۔ گو جس کے خلاف فیصلہ ہو عموماً اس کو شکوہ تو ہوتا ہی ہے لیکن قاضی کا اپنا معاملہ پوری طرح صاف ہونا چاہئے۔

حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی حاکم سوچ سمجھ کر پوری تحقیق کے بعد فیصلہ کرے۔ اگر اس کا فیصلہ صحیح ہے تو اس کو دو ثواب ملیں گے۔ اور اگر باوجود کوشش کے اس سے غلط فیصلہ ہو گیا تو اسے ایک ثواب اپنی کوشش اور نیک نیتی کا بہرحال ملے گا۔

(بخاری کتاب الاعتصام باب اجرالحاکم اذا اجتہد فاصاب اوأخطأ)

پھر حضرت معاذ بن جبل کے کچھ ساتھی جو حمص کے رہنے والے تھے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جب حضرت معاذ کو یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجا تو معاذ سے پوچھا کہ جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہو تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ معاذ نے عرض کیا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا یعنی قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے پوچھا اگر کتاب اللہ میں وضاحت نہ ملی تو پھر کیا کرو گے۔ معاذ نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا: نہ سنت میں کوئی ہدایت پاؤ نہ کتاب اللہ میں تو پھر کیا کرو گے۔ تو معاذ نے عرض کی کہ اس صورت میں غور وفکر کر کے اپنی رائے سے فیصلہ کرنے کی کوشش کروں گا اور اس میں کسی سستی اور غفلت سے کام نہیں لوں گا۔ حضور نے یہ سن کر معاذ کے سینے پر شاباش دینے کے لئے ہاتھ مار کر فرمایا: الحمدللہ! خدا کا شکر ہے کہ اس نے رسول کے قاصد کو یہ توفیق دی اور وہ صحیح طریق کار سمجھا جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الاقضیۃ۔ باب اجتہاد الرائ فی القضاء)

تو یہ ہے اصول فیصلہ کرنے کا کہ قرآن سے رہنمائی لی جائے، پھر سنت سے رہنمائی لی جائے، اگر خلفاء کے ارشادات ہیں اس بارہ میں ان سے رہنمائی لی جائے۔ پھر اگر کہیں سے بھی اس مخصوص امر کے لئے رہنمائی نہ ملے تو دعا کرتے ہوئے، اللہ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے کسی بات کا فیصلہ کیا جائے۔ جو بھی مقدمہ قاضیوں کے سامنے پیش ہو ان کا فیصلہ کیا جائے۔ اب تو تقریباً تمام معاملات میں اصولی قواعد مرتب ہیں، قاضیوں کو مل بھی جاتے ہیں۔ فقہی مسائل یا مسئلے بھی چھپے ہوئے موجود ہیں تو ان کی روشنی میں تمام فیصلے ہونے چاہئیں۔ حضرت عمر کا ایک خط جو انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا۔ حضرت سعید بن ابوبردہ نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب کا ایک خط نکالا جو انہوں نے اپنے ایک والی حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا تھا۔ یہ روایت ہے۔ اس کا مضمون یہ تھا۔

قضا ایک محکم اور پختہ دینی فریضہ ہے اور واجب الاتباع سنت ہے۔ جب کوئی مقدمہ یا کیس آپ کے سامنے پیش ہو تو معاملے کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو کیونکہ صرف حق بات کہنا اور اس کے نفاذ کی کوشش نہ کرنا بے فائدہ ہے۔ کیا بلحاظ مجلس، کیا بلحاظ توجہ اور کیا بلحاظ عدل و انصاف، سب لوگوں کے درمیان مساوات قائم رکھو۔ سب سے ایک جیسا سلوک کرو تا کہ کوئی بااثر تم سے ظلم کروانے کی امید نہ رکھے اور کسی کمزور کو تیرے ظلم و جور کا ڈر اور اندیشہ نہ ہو۔ اور ثبوت پیش کرنا مدعی کا فرض ہے۔ اور قسم منکر مدعا علیہ پر آئے گی۔ مسلمانوں کے درمیان مصالحت کروانے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ہاں ایسی صلح کی اجازت نہیں ہونی چاہئے جس کی وجہ سے حرام حلال بن رہا ہو اور حلال حرام یعنی خلاف شریعت صلح جائز نہ ہوگی۔ اگر تم کوئی فیصلہ کرو اور پھر غور وفکر کے بعد اللہ کی ہدایت سے دیکھو کہ فیصلے میں غلطی ہو گئی ہے۔ صحیح فیصلہ اور طرح ہے تو اپنا کل کا فیصلہ واپس لینے اور اسے منسوخ کرنے میں ذرہ برابر ہچکچاہٹ یا شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ حق اور عدل ایک عظیم صداقت ہے اور حق اور سچ کو کوئی چیز باطل اور غلط نہیں بنا سکتی ہے۔ اس لئے حق کی طرف لوٹ جانا اور حق کو تسلیم کر لینا باطل میں پھنسے رہنے اور غلط بات پر مصر رہنے سے کہیں بہتر ہے۔ جو بات تیرے دل میں کھٹکے اور قرآن وسنت میں اس کے بارہ میں کوئی وضاحت نہ ہو تو اس کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو اور اس کی مثالیں تلاش کرو۔ اس سے ملتی جلتی صورتوں پر غور کرو پھر اس پر قیاس کرتے ہوئے کوئی فیصلہ کرنے کی کوشش کرو۔ اور جو پہلو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ لگے اور حق اور سچ کے زیادہ مشابہ نظر آئے اسے اختیار کرو۔ مدعی کو ثبوت پیش کرنے کے لئے مناسب تاریخ اور وقت دو تا کہ وہ اپنے دعویٰ کے حق میں ثبوت اکٹھے کر سکے۔ اگر مقررہ تاریخ پر وہ ثبوت اور بیّنہ پیش کر سکے فبہا ورنہ اس کے خلاف فیصلہ سنا دو۔ یہ طریق اندھے پن کو دور کرنے والا ہے۔ اور بے خبری کے اندھیرے کو روشن کرنے والا۔ یعنی اس سے الجھا ہوا معاملہ سلجھ جائے گا اور ہر قسم کے عذر و اعتراض کا موثر جواب ہوگا۔ سب مسلمان برابر شاہد عادل ہیں۔ ایک دوسرے کے حق میں اور ایک دوسرے کے خلاف گواہی دے سکتے ہیں۔ اور ان گواہیوں کے مطابق فیصلہ ہوگا سوائے اس کے کہ کسی کو حد کی سزا مل چکی ہو یا اس کی جھوٹی شہادت دینے کا تجربہ ہو چکا ہو۔ یا قرابت کے دعویٰ میں اس پر کوئی تہمت لگی ہو۔ یا اس کا اصل رشتہ کسی اور شخص یا قوم سے ہو اور دعویٰ کسی اور کے رشتے دار ہونے کا کرے یعنی حسب و نسب کے دعویٰ میں جھوٹا ہو۔ ایسے خفیف الحرکت شخص کے سچا ہونے پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ باقی سب مسلمان گواہ بننے کے اہل ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں کیونکہ کسی کے دل میں کیا ہے؟ اصل راز اور سچائی کیا ہے؟ اسے اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اگر کوئی غلط بیانی کرے گا تو خدا اس کو سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیّنات اور گواہیوں کے ذریعہ معاملات نبٹانے کا مکلّف بنایا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تنگ پڑنے سے بچو۔ جلد گھبرا جانے اور لوگوں سے تکلیف اور دکھ محسوس کرنے اور فریقین مقدمہ سے تنفر اور اجنبی پن سے کبھی پیش نہ آؤ۔ حق اور سچ معلوم کرنے کے مواقع میں اس طرز عمل سے بچنا اور حق شناسی کی صحیح کوشش کرنا۔ اللہ اس کا ضرور اجر دے گا اور ایسے شخص کو نیک شہرت بخشے گا۔ جو شخص اللہ کی خاطر خلوص نیت اختیار کرے گا اللہ اسے لوگوں کے شر سے بچائے گا اور جو شخص محض بناوٹ اور تصنع سے اپنے آپ کو اچھا ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی اس کا راز فاش کر دے گا اور اس کی رسوائی کے سامان پیدا کر دے گا‘‘۔

(سنن دارقطنی۔ کتاب الاقضیہ والاحکام)

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

اس کے علاوہ عہدیداران کے متعلق بعض عمومی باتیں بھی ہیں جن کا مَیں ذکر کر دیتا ہوں۔ اللہ کے فضل سے جماعت میں عموماً عہدے کی خواہش کا اظہار کوئی نہیں کرتا اور جب عہدہ مل جاتا ہے تو خوف پیدا ہوتا ہے کہ مَیں ادا بھی کر سکتا ہوں یا نہیں۔ لیکن بعض سرپھرے بھی ہوتے ہیں۔ خط لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے ضلع میں صحیح کام نہیں ہو رہا۔ لکھنے والا لکھتا ہے گو مَیں جانتا ہوں کہ عہدے کی خواہش کرنا مناسب نہیں لیکن پھر بھی مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے سپرد امارت یا فلاں عہدہ کر دیا جائے تو مَیں چھ مہینے یا سال میں اصلاح کر سکتا ہوں۔ تبدیلیاں پیدا کر دوں گا۔ تو بعض تو ایسے سرپھرے ہوتے ہیں جو کھل کر لکھ دیتے ہیں۔ اور بعض بڑی ہوشیاری سے یہی مدعا بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ان پر مَیں یہ واضح کر دوں کہ ہمارے نظام میں، جماعت احمدیہ کے نظام میں اگر کسی انتخاب کے وقت کسی کا نام پیش ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو ووٹ دینے کا حق بھی نہیں رکھتا۔ اپنے آپ کو ووٹ دینا بھی اس بات کا اظہار ہے کہ مَیں اس عہدے کا حقدار ہوں۔ ایسے لوگوں کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میرے ساتھ میرے دو چچازاد بھائی تھے ان میں سے ایک بولا: یا رسول اللہ! ہم کو ان ملکوں میں سے کسی ملک کا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے ہیں امیر مقرر کر دیجئے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا تو آپ نے فرمایا: ’’اللہ کی قسم ہم ولایت کی خدمت اس کے سپرد نہیں کرتے جو اس کی درخواست کرے یا اس کی حرص کرے۔‘‘

(مسلم کتاب الامارۃ۔ باب النھی عن طلب الامارۃ و الحرص علیھا)

پھر عبدالرحمٰن بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عبدالرحمٰن! عہدہ اور حکومت کی درخواست مت کر کیونکہ اگر درخواست سے تجھ کو (عہدہ یا حکومت) ملے تو اس کا بوجھ تجھ پر ہوگا اور اگر بغیر سوال کے ملے تو خدا تعالیٰ کی نصرت شاملِ حال ہوگی۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب النھی عن طلب الامارۃ و الحرص علیھا)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ فرماتے ہیں:

بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کے عہدے لینے کے لئے مجالس میں شامل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ لعنت ہوتے ہیں اپنی قوم کے لئے اور لعنت ہوتے ہیں اپنے نفس کے لئے۔ وہ وہی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ﴾ (الماعون:۵تا۷) ریا ہی ریا ان میں ہوتی ہے۔ کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا......۔ (مشعل راہ جلد اول صفحہ ۲۰۔۲۱)

پھر حضرت مصلح موعودؓ نے کارکنان کو ہدایات دیتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ۔

’’کارکنان کو چاہئے کہ تندہی سے کام کریں۔ یہ خواہش کہ ہمارا نام و نمود ہو ایسا خیال ہے جو خراب کرتا ہے۔ اس خیال کے ماتحت بہت لوگ خراب ہو گئے ہیں، ہوتے ہیں ہوتے رہیں گے۔ تم اللہ سے ڈرو اور اسی سے خوف کرو اور اس بات کو مدنظر رکھو کہ اس کا کام کر کے اس سے انعام کے طالب ہو............ اور لوگوں سے مدح اور تعریف نہ چاہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں للّٰہیت پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور مجھ پر بھی رحم کرے۔ آمین

(خطبات محمود جلد ۷ خطبہ فرمودہ ۲۲؍دسمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۴۳۳)

پھر آپ نے فرمایا کہ:

’’افسرانِ سلسلہ کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خصوصیت سے اپنے اخلاق درست کریں اگر ضدی لوگ آ جائیں تو ان کو بھی محبت اور پیار سے سمجھانے کی کوشش کیا کریں اور پوری محنت اور اخلاص سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس امر کی طرف خدا تعالیٰ نے ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا﴾ (النازعات: ۲۔۳)۔ میں اشارہ کیا اور بتایا ہے کہ مومن جب کام میں مشغول ہوتا ہے تو وہ ہمہ تن اس میں مستغرق ہوتا اور مشکلات پر قابو پا لیتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر مخالفین کی طرف سے اعتراض بھی ہو تو دعاؤں سے اس کا ازالہ کرنا چاہئے اور اعتراضات سے کبھی گھبرانا نہیں چاہئے۔‘‘

(خطبات محمود جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۵)

پھر آپ نے عہدیداران کو فرمایا کہ:

’’امراء اور پریذیڈنٹ اپنی اپنی جماعتوں میں قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا درس دیں۔ یہ محض وعظ نہیں ہوگا کیونکہ یہ اپنے اندر مشاہدہ رکھتا ہے۔ قرآن کریم وعظ نہیں بلکہ وہ مشاہدات پر حاوی ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب مشاہدات پر مبنی اور مشاہدات پر حاوی ہیں۔ ایک عام واعظ تو یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم میں اور احادیث میں یہ لکھا ہے مگر خدا تعالیٰ کے انبیاء یہ نہیں کہتے کہ فلاں جگہ یہ لکھا ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل پر یہ لکھا ہے۔ ہماری زبان پر یہ لکھا ہے۔ ان کا وعظ ان کی سوانح عمری ہوتا ہے اس لئے ان کی کتب پڑھنے سے واعظ والا اثر انسان پر نہیں پڑتا بلکہ مشاہدہ والا اثر پڑتا ہے۔ جس طرح دعا نماز کا مغز ہے اسی طرح انبیاء کی کتب میں نصیحت کا مغز ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۳۔۲۸۴)

تو یہ درس کی طرف بھی بہت توجہ دینی چاہئے۔ یہ بھی تربیت کا حصہ ہے اپنی بھی اور جماعت کی بھی۔

پھر آخر میں خلاصۃً دوبارہ بیان کر دیتا ہوں کہ جو باتیں مَیں نے کہی ہیں عہدیداران کے لئے اور یہ خلفائے سلسلہ کہتے چلے آئے ہیں پہلے بھی لیکن ایک عرصہ گزرنے کے بعد بعض باتیں یاد نہیں رہتیں۔ جو نئے آنے والے عہدیداران ہوتے ہیں جو نہیں سمجھ رہے ہوتے صحیح طرح اس لئے بار بار یاددہانی کروانی پڑتی ہے۔ تو خلاصۃً یہ باتیں ہیں:

(۱)......عہدیداران پر خود بھی لازم ہے کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور اپنے سے بالا افسر یا عہدیدار کی مکمل اطاعت اور عزت کریں۔ اگر یہ کریں گے تو آپ کے نیچے جو لوگ ہیں، افراد جماعت ہوں یا کارکنان، آپ کی مکمل اطاعت اور عزت کریں گے۔

(۲)...... یہ ذہن میں رکھیں کہ لوگوں سے نرمی سے پیش آنا ہے۔ ان کے دل جیتنے ہیں، ان کی خوشی غمی میں ان کے کام آنا ہے۔ اگر آپ یہ فطری تقاضے پورے نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عہدیدار کے دل میں تکبر پایا جاتا ہے۔

(۳)......امراء اور عہدیداران یا مرکزی کارکنان یہ دعا کریں کہ ان کے ماتحت یا جن کا ان کو نگران بنایا گیا ہے، شریف النفس ہوں، جماعت کی اطاعت کی روح ان میں ہو اور نظام جماعت کا احترام ان میں ہو۔

(۴)......کبھی کسی فرد جماعت سے کسی معاملہ میں امتیازی سلوک نہ کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض لوگ بڑے ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ امراء کے، عہدیداران کے، یا نظام جماعت کے ناک میں دم کیا ہوتا ہے ایسے لوگوں نے لیکن پھر بھی ان کی بدتمیزیوں کو جس حد تک برداشت کر سکتے ہیں کریں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر کسی قسم کا شکوہ نہ کریں، بدلہ لینے کا خیال بھی کبھی دل میں نہ آئے۔ ان کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

(۵)......پھر یہ کہ نظام جماعت کا استحکام اور حفاظت سب سے مقدم رہنا چاہئے اور اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ پھر کبھی اپنے گرد ’جی حضوری‘ کرنے والے یا خوشامد کرنے والے لوگوں کو اکٹھا نہ ہونے دیں۔ جن عہدیداروں پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہو جاتا ہے پھر ایسے عہدیداران سے انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ایسے عہدیدار پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کی تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بُرے مشیر میرے اردگرد اکٹھے نہ کرے۔

(۶)......پھر یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے جیسا کہ مَیں بیان بھی کر چکا ہوں کہ جہاں نظام جماعت کے تقدس پر حرف نہ آتا ہو، عفو اور احسان کا سلوک کریں۔ ان کے لئے مغفرت مانگیں جو ان کی اصلاح کا موجب بنے۔ یہ تو عہدیدارن کے لئے ہے لیکن آخر میں مَیں پھر احباب جماعت کے لئے ایک فقرہ کہہ دیتا ہوں کہ آپ پر بھی، جو عہدیدار نہیں ہیں، ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا کام صرف اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہے اور ساتھ دعا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ واریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں مَیں ایک دعا کی بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ بنگلہ دیش کے حالات کافی Tense ہیں، بڑے عرصہ سے، بڑے خراب ہیں اور آج بھی مخالفین نے بڑی دھمکیاں دی ہوئی ہیں مسجدوں پہ حملے کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح سے محفوظ رکھے، جماعت کو ہر شر سے بچائے۔ اور درس کے دوران بھی مَیں نے دعا کی ایک تحریک کی تھی اب دوبارہ کرتا ہوں۔ یہ دعا خاص طور پہ اور دعاؤں کے ساتھ یہ بھی ضرور کیا کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا تھا ہر نئی خلافت کے بعد اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب کے ذریعہ سے اللہ نے سکھائی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواب میں آئے تھے اور کہا تھا کہ یہ دعا جماعت پڑھے۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾ (آل عمران: ۹) اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ یہ دعا بہت کیا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

تحریک وقفِ نو سے متعلق چند گزارشات

(ڈاکٹر شمیم احمد ۔لندن)

جو احباب اپنے بچوں کو تحریک وقفِ نو میں شامل کرنا چاہتے ہوں یا ان کے بچے پہلے سے شامل ہوں ان کی اطلاع اور رہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی ہدایات شائع کی جارہی ہیں۔

(۱)...تحریک وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ بچوں کی ولادت سے قبل والدین خود سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(۲)...بعض احباب اپنے رشتہ داروں ، عزیزوں یا دوستوں کے بچوں کے وقف کے متعلق درخواست بھجواتے ہیں کہ وہ فلاں کو وقف کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ ذکر نہیں ہوتا کہ آیا والدین کی بھی خواہش ہے کہ نہیں۔ درست طریق یہ ہے کہ وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں۔ اگر خود خط نہ لکھ سکتے ہوں تو درخواست والدین کی طرف سے ہونی چاہئے۔

(۳)...بعض والدین سمجھتے ہیں کہ وقف کے لئے مقامی جماعت میں اطلاع کرنا کافی ہے جبکہ وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ والدین خوب سوچ سمجھ کر دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں خود تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(۴)...مقامی، ضلعی اور نیشنل سیکرٹریانِ وقف نو کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بچوں کو اس وقت تک اپنی وقفِ نَو کی فہرست میں شامل نہ کیا کریں جب تک والدین ان کو وکالت وقف نو یا شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف سے منظوری کا خط نہ دیں۔

(۵)...درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پتہ حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی نہیں لکھا ہوتا جس کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

اگر شہر یا ملک کا نام لکھا ہوا ہو تو جواب بتوسط امیر صاحب یا مشن ہاؤس بھجوایا جاتا ہے جس میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔ اس وقت شعبہ وقفِ نو کے پاس بہت سے ایسے خطوط پڑے ہوئے ہیں جن پر کوئی پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے کارروائی نہیں کی جا سکی۔ بعض احباب ایسے بھی ہیں جو چار چار خطوط لکھتے ہیں مگر کسی خط پر بھی پتہ نہیں لکھتے اور ہر خط میں یہ شکایت ضرور لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں دیا گیا۔ اس ضمن یہ بھی گزارش ہے کہ لفافہ کے باہر پتہ لکھنے کی بجائے اندر خط پر پتہ تحریر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

(۶)...بعض احباب لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں ملا یا انہیں حوالہ نمبر وقف نو نہیں بھجوایا گیا اور ان کے خط سے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ شائد کارکنان کی سستی کی وجہ سے جواب نہیں دیا گیا۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بعض شہروں میں ڈاک کی خرابی کی وجہ سے خطوط یہاں نہیں پہنچتے یا یہاں سے بھجوائے ہوئے خطوط انہیں موصول نہیں ہو پاتے۔ بعض احباب کو چار چار دفعہ جواب دیں تب ان تک پہنچ پاتا ہے۔

ربوہ کے احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے دفاتر یا بیوت الحمد کا پتہ لکھنے کی بجائے گھر کا پتہ درج فرمایا کریں تا کہ انہیں براہ راست گھر کے پتہ پر جواب بھجوایا جاسکے۔ بعض عہدیداران صرف اپنا عہدہ لکھنا کافی سمجھتے ہیں اور اکثر مربیان اپنا پتہ لکھنے کی بجائے صرف مربی سلسلہ دیتے ہیں جو کافی نہیں۔ ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

(۷)...وقف کی درخواست کے ساتھ مندرجہ ذیل کوائف ضرور بھجوائے جائیں:

(ا).....بچہ/ بچی کے والد کا نام

(ب)...بچہ/ بچی کی والدہ کا نام

(پ)...بچہ/ بچی کے دادا کا نام

(ت)...گھر کا مکمل پتہ جس پر جواب بھجوایا جاسکے

یہ بھی درخواست ہے کہ ناموں کو احتیاط سے لکھا جانا چاہئے اور ہمیشہ ایک طرح نام لکھنا چاہئے کیونکہ کمپیوٹر بدلتے ہوئے ناموں میں فرق نہیں کر سکتا جس سے غلطی اور تکرار کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا نام عبد الماجد طاہر ہے تو اسے صرف ماجد یا طاہر نہیں لکھنا چاہئے۔ یورپ میں رہنے والوں کی خدمت میں خاص طور درخواست ہے کہ اپنا نام بہت احتیاط سے لکھا کریں اور ویسے لکھا کریں جس طرح پاکستان میں لکھا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کا نام چوہدری رشید احمد آصف ہے تو اسے آصف چوہدری احمد رشید نہیں لکھنا چاہئے۔

(۸)...جو احباب اپنے خطوط بتوسط پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ بھجواتے ہیں انہیں نوٹ کر لینا چاہئے کہ ان کے خطوط لندن دستی ڈاک سے آتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے خطوط بہت تاخیر سے شعبہ وقف نو کو موصول ہوتے ہیں ان کے جواب میں اسی نسبت سے تاخیر ہوتی ہے۔

(۹)...بعض احباب فوری طور پر خط کا جواب یا حوالہ نمبر چاہتے ہیں اس ضمن میں عرض ہے کہ بڑھتے ہوئے کاموں کی وجہ سے فوری جواب دینا ممکن نہیں۔

نوٹ فرما لیا جائے کہ خطوط کا جواب باری آنے پر ضرور دیا جاتا ہے۔

(۱۰)...بعض احباب فیکس کے ذریعہ وقف نو کے فارم بھجوائے جانے کی درخواست کرتے ہیں اور صرف اپنا فیکس نمبر درج کرتے ہیں اور اپنا پتہ درج نہیں فرماتے۔ ایسے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ فارم فیکس کے ذریعہ نہیں بھجوائے جا سکتے اور پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

جو احباب فیکس کے ذریعہ وقف کی درخواست بھجواتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ مضمون کے چاروں طرف کم از کم ایک انچ کا حاشیہ ضرور چھوڑا کریں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو احتمال ہے کہ فیکس میں پتہ پرنٹ ہونے سے رہ جائے۔ پتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا جاسکتا۔

(۱۱)...بعض احباب وقف کا خط لکھتے وقت اسی خط میں بہت سی اور باتیں درج کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا خط مختلف شعبوں سے ہوتا ہوا بہت دیر کے بعد شعبہ وقف نو کو موصول ہوتا ہے۔ وقف کی درخواست مختصر لکھیں تو بہتر ہے اور اگر جواب جلدی چاہتے ہوں تو وقف کی درخواست میں دیگر امور کا ذکر نہ کیا کریں۔

(۱۲)...شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف سے جو حوالہ نمبر وقف نو بھجوایا جاتا ہے اسے سنبھال کر رکھا جانا چاہئے۔ بعض احباب بار بار حوالہ نمبر بھجوانے کی درخواست کرتے ہیں جس سے شعبہ ہذا کا کام غیر ضروری طور پر بڑھ جاتا ہے اور ڈاک کا خرچ الگ ہوتا ہے۔ بعض احباب حوالہ نمبر وقف نو کے لئے صرف یہ لکھ دیتے ہیں کہ ان کے یا فلاں عزیز کے بچے کا حوالہ نمبر بھجوا دیا جائے مگر کسی قسم کے کوائف درج نہیں کرتے۔ بغیر معین کوائف کے ہزارہا بچوں میں سے ملتے جلتے ناموں کی وجہ سے حوالہ نمبر بھجوانا ممکن نہیں۔ اس لئے انہیں لکھنا پڑتا ہے کہ کوائف مکمل کریں تا کہ حوالہ نمبر تلاش کیا جا سکے جس سے خط وکتابت کا م بڑھ جاتا ہے اور تاخیر بھی ہوتی ہے۔ حوالہ نمبر کے حصول کے ضمن یہ بھی درخواست ہے کہ حوالہ نمبر کے لئے براہ راست انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو لکھا جائے کیونکہ حوالہ نمبر وقف نو لندن سے جاری کیا جاتا ہے۔

(۱۳)...وقف نو میں منظوری کے بعد والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کر کے انہیں اپنے کوائف سے آگاہ کر کے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کریں۔

(۱۴)...وقف نو کے ضمن میں بہت سا لٹریچر نصاب وقف نو، خطبات وقف نو، اردو کے قاعدہ جات وغیرہ شائع ہو چکے ہیں۔ انہیں اپنی مقامی جماعت یا مرکزی جماعت سے حاصل کر کے ان کا مطالعہ کریں اور جو ہدایات ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ یہ کتب شعبہ وقف نو کے پاس نہیں ہیں اس لئے شعبہ وقف نو کو کتب کے لئے نہ لکھا جائے۔

(۱۵)... پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں نہائت ضروری ہے کہ شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو اپنے نئے پتہ سے آگاہ کیا جائے۔ بعض احباب کئی کئی سال تک اپنے پتہ کی تبدیلی سے آگاہ نہیں کرتے۔ اگر وقف نو کا فارم پُر کرنے کے بعد سے آپ کا پتہ تبدیل ہو گیا ہے اور آپ نے ابھی تک اطلاع نہیں کی تو درخواست ہے کہ فوری طور پر شعبہ ہذا کو اپنے نئے پتہ کی اطلاع دیں اور خط وکتابت کرتے وقت وقف نو کا حوالہ نمبر ضرور درج کیا کریں۔ شعبہ وقف نو کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:

Waqf-e-Nou Department (Central)

16 Gressen Hall Road, LONDON

SW18 5QL U.K.

(۱۶)...وقف نو کے ضمن میں اگر فوری رابطہ کی ضرورت ہو تو خاکسار کے ساتھ مندرجہ ذیل فون نمبر پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ (44) (020)8992-0843

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ایک وقف جدید کی تحریک ہے۔ وقف جدید کا سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے اور ۳۱؍دسمبر کو ختم ہوتا ہے۔ ۱۹۵۷ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی جاری کردہ یہ تحریک زیادہ تر پاکستان کی جماعتوں سے تعلق رکھتی تھی۔ ۱۹۸۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام دنیا میں جاری فرما دیا اور بیرونی جماعتوں نے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا مَیں نے جس آیت کی تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ حضور انور نے اس آیت کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ارشاد پیش فرمایا جس کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا جن کو اپنے مال سے بہت محبت ہوتی ہے اور جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے بارہ میں آنحضور ﷺ کی یہ حدیث پیش فرمائی کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سایہ میں رہے گا۔ حضور انور نے فرمایا لیکن شرط یہ ہے کہ یہ خرچ کیا ہوا مال پاک مال ہو اور پاک کمائی میں سے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں یقیناً جانتا ہوں خسارے کی حالت میں یہ لوگ ہیں جو ریا کاری کے موقعوں پر صدہا روپے خرچ کریں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر سوچیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک الٰہی جماعت کو ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت میں بہت سے خاندان اس بات کے گواہ ہیں جن کے بزرگوں کی قربانی سے وہ آج مالی لحاظ سے کہیں کے کہیں پہنچے ہوئے ہیں۔ اگر اپنی نسلوں کو بھی دینی و دنیاوی لحاظ سے خوشحال رکھنا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ قربانیوں کے وہ معیار قائم رکھتے چلے جائیں اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔

حضور نے گزشتہ سال کے دوران وقف جدید کی مالی قربانیوں کا جائزہ پیش کیا اور بتایا کہ ۱۲۴ ممالک کے چار لاکھ سے زائد مخلصین اس میں شامل ہو چکے ہیں اور کل وصولی ۱۸ لاکھ ۸۰ ہزار پاؤنڈ ہے۔ جو گزشتہ سال کی وصولی سے تین لاکھ ۸۷ ہزار پاؤنڈ زائد ہے۔

حضور انور نے ۷؍جنوری ۲۰۰۴ء کو ایم ٹی کے باقاعدہ نشریات کے دس سال مکمل ہونے اور اس عرصہ میں ایم ٹی اے کی ٹیموں کے خلوص، جذبہ، وفا اور لگن سے کام کا تذکرہ فرمایا۔ اور بنگلہ دیش کے احمدیوں پر گزرنے والے مشکل حالات بیان کئے اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ثبات قدم عطا فرمائے۔ اے اللہ آج ہمیں پھر اپنی تائید و نصرت کے نظارے دکھا۔

صاحب خوارق وکرامات، صلاح وتقویٰ کا نمونہ

تصوف کے بارہ بزرگ ائمہ کا تذکرہ

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات وفرمودات کے حوالہ سے)

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

امت محمدیہ میں ہزارہا صاحبِ کرامات

امام عصر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۹۸ء میں یہ عالمگیر اعلان فرمایا کہ:

''ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے۔ جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ اور ابوالحسن خرقانیؒ اور ابو یزید بسطامیؒ اور جنید بغدادیؒ اور محی الدین ابن العربیؒ اور ذوالنون مصریؒ اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکیؒ اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور شیخ احمد سرہندیؒ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسلام میں گزرے ہیں۔ اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے۔ اور اس قدر لوگوں کے خوارق علماء اور فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصّب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ صاحب خوارق وکرامات تھے''۔

(کتاب البریۃ طبع اول صفحہ ۷۳-۷۴۔ اشاعت جنوری ۱۸۹۸ء مطبوعہ قادیان)

اس روح پرور اور پُرکیف اقتباس میں جن بارہ صوفیائے عظام کا ذکر ہوا ہے ان کا زمانہ دوسری صدی ہجری (یعنی اٹھارہویں صدی عیسوی) کے ہزار سالہ دور پر محیط ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے بیش قیمت ملفوظات میں بھی ان ائمہ کبار کا نہایت بصیرت افروز اور دلکش انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ جس کا اجمالی خلاصہ حضور ہی کے مقدس الفاظ میں مع بزرگان امت کے سنونِ ولادت ووفات کے ہدیہ قارئین ہے۔

اوّل۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ

(ولادت ۱۰۷۸ء۔ وفات ۱۱۶۶ء)

''حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر میں درج ہے کہ جب وہ گھر سے طلب علم کے لئے نکلے تو آپؒ کی والدہ صاحبہؒ نے ان کے حصہ کی اَسّی اشرفیاں ان کے بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جھوٹ ہرگز نہ بولنا۔

حضرت سید عبدالقادر جب گھر سے رخصت ہوئے تو پہلی ہی منزل میں ایک جنگل میں سے ان کا گزر ہوا جہاں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا اور ان کو چوروں کا ایک گروہ ملا۔ انہوں نے آپ کو پکڑ کر پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے دیکھا کہ یہ تو پہلی ہی منزل میں امتحان درپیش آیا اپنی والدہ صاحبہؒ کی آخری نصیحت پر غور کی اور فوراً جواب دیا کہ میرے پاس اَسّی اشرفیاں ہیں جو میری بغل کے نیچے میری والدہ صاحبہ نے سی دی ہیں۔ وہ چور یہ سن کر سخت حیران ہوئے کہ یہ فقیر کیا کہتا ہے۔ ایسا راستباز ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس نے بھی جب آپ سے سوال کیا تب بھی آپ نے وہی جواب دیا۔ آخر جب آپ کے پیراہن کے اس حصہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو واقعی اس میں اَسّی اشرفیاں موجود تھیں۔ ان سب کو حیرانی ہوئی۔ اس پر اُن کے سردار نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ اس پر آپ نے اپنی والدہ صاحبہ کی نصیحت کا ذکر کر دیا اور کہا کہ مَیں طلب دین کے لئے گھر سے نکلا ہوں اگر پہلی ہی منزل پر جھوٹ بولتا تو پھر کیا حاصل کر سکتا۔ اس لئے مَیں نے سچ نہیں چھوڑا۔ جب آپ نے یہ بیان فرمایا تو قزاقوں کا سردار چیخ مار کر رو پڑا اور آپ کے قدموں پر گر گیا اور اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کی۔ کہتے ہیں کہ آپ کا سب سے پہلا مرید یہی شخص تھا۔

غرض صدق ایسی شے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل وقت میں بھی نجات دلا دیتی ہے۔ سعدیؒ نے سچ کہا ہے کہ

کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

پس جس قدر انسان صدق اختیار کرتا ہے اور صدق سے محبت کرتا ہے اسی قدر اُس کے دل میں خداتعالیٰ کے کلام اور انبیاء کی محبت اور معرفت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ تمام راستبازوں کے نمونے اور چشمے ہوتے ہیں ﴿کُوْنُوْامَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ (التوبہ:۱۱۹) کا ارشاد اسی اصول پر ہے''۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ ۲۴۵-۲۴۶)

(۲) ''سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی چند عبارتیں ایسی تھیں جو قرآن کے رنگ کی تھیں''۔

(ایضاً جلد دوم صفحہ ۳۸)

(۳) ''سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب بڑی ہی عمدہ کتاب ہے۔ مَیں نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے۔ بدعات سے پاک ہے''۔ (ایضاً جلد چہارم صفحہ ۳۹۶)

(۴) شیخ عبدالقادر جیلانی پر بھی قریباً دوسو علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ ابن جوزی نے جو محدّث وقت تھا ایک کتاب لکھی اور تلبیس ابلیس اس کا نام رکھا اور بہت کچھ تلخ اور نازیبا الفاظ اُن کے حق میں استعمال کئے۔ مگر اُن کے دوسو برس بعد اُن کو کیسا کامل اور پاکباز صادق انسان مانا گیا اور کیسی قبولیت ہوئی۔ یہ صرف انہی پر نہیں بلکہ تمام اولیاء کے ساتھ یہی سلوک ہوتا چلا آتا ہے''۔ (ایضاً جلد پنجم صفحہ ۵۷۴)

☆......☆......☆......☆

دوم۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

(ولادت ۹۶۳ء قریباً۔ وفات ۱۰۳۳ء)

''سِیَر میں لکھا ہے کہ ابوالحسن خرقانی کے پاس ایک شخص آیا۔ راستہ میں شیر ملا اور کہا کہ اللہ کے واسطے پیچھا چھوڑ دے۔ شیر نے حملہ کیا اور جب کہا ابوالحسن کے واسطے چھوڑ دے تو اس نے چھوڑ دیا۔ شخص مذکور کے ایمان میں اس حالت نے سیاہی سی پیدا کر دی اور اس نے سفر ترک کر دیا۔ واپس آکر یہ عقدہ پیش کیا۔ اس کو ابوالحسن نے جواب دیا کہ یہ بات مشکل نہیں۔ اللہ کے نام سے تو واقف نہ تھا۔ اللہ کی سچی ہیبت اور جلال تیرے دل میں نہ تھا اور مجھ سے تو واقف تھا۔ اس لئے میری قدر تیرے دل میں تھی۔ پس اللہ کے لفظ میں بڑی بڑی برکات اور خوبیاں ہیں بشرطیکہ کوئی اس کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس کی ماہیت میں کان دھرے''۔ (ایضاً جلد اول صفحہ ۶۲)

☆......☆......☆......☆

سوم۔ حضرت بایزید بسطامیؒ

(ولادت ۴۶-۷۴۵۔ وفات ۷۵-۸۷۴ء)

(۱)...... ''ایک مجلس میں حضرت بایزید وعظ فرما رہے تھے وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔...... سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحب خوارق آ گیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں خداتعالیٰ نے حضرت بایزید پر ظاہر کیں تو انہوں نے قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لمپ میں پانی میں ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ مَیں ایک مصفّٰی چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں مَیں نے کھینچی ہیں تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں۔ یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ جب میں بویا گیا۔ زمین میں مخفی رہا۔ خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا، پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟۔

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب وشدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ وتزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا''۔

(ایضاً جلد اول صفحہ ۱۶-۱۷)

(۲) ''......اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت بایزید بسطامی یا خواجہ جنید بغدادی یا سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کلمات میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن سے جاہل یا تو ان کو کفر کی طرف منسوب کرتے تھے یا ان کے اقوال کو فرقہ ضالّہ، وحدۃ وجود کے لئے حجّت پکڑتا ہے جیسے **سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِی** اور **اَللّٰہُ فِی جُبَّتِی** یہ ان کی غلط فہمی ہے جو وہ ان کے اقوال سے حجّت پکڑتے ہیں۔ اوّل تو یہ صحیح طور پر معلوم نہیں۔ لیکن اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی انہوں نے یہ الفاظ فرمائے ہیں تو ایسے کلمات کا چشمہ عشق اور محبت ہے۔ مثلاً ایک عاشق جوش محبت اور محویت عشق میں کہہ سکتا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

......غرض ان بزرگوں کے منہ سے جو الفاظ اس قسم کے نکلے ہیں جن کو وجودیوں نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ اسی قسم کی محویت اور عشق ومحبت کے غلبہ تامہ کا نتیجہ ہیں...... اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈال دیا جاوے یہاں تک کہ وہ سرخ انگارے کی طرح ہو جائے...... اس سے جلا بھی سکتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ لوہا وہی ہوتا ہے۔ اسی طرح پر آتشِ محبت اپنے عجائبات دکھاتی ہے''۔

(ایضاً صفحہ ۵۴۶)

☆......☆......☆......☆

چہارم۔ حضرت جنید بغدادیؒ

(وفات ۲۹۷ھ۔ مطابق ۱۱-۹۱۰ء)

(۱)...... ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو ایک دفعہ خیال آیا کہ سفر کو جانا چاہئے۔ پھر سوچا کس واسطے جاؤں؟ تو سمجھ میں نہ آیا کہ کس ارادہ اور نیت سے جانا چاہتے ہیں اس لئے پھر ارادہ ترک کر دیا۔ حتی کہ سفر کا خیال غالب آیا اور آپ جب اسے مغلوب نہ کر سکے تو اس کو ایک تحریکِ الٰہی خیال کر کے نکل پڑے اور ایک طرف کو چلے۔ آگے جا کر دیکھتے ہیں کہ ایک درخت کے تلے ایک شخص بے دست وپا پڑا ہے۔ اس نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ اے جنید میں کتنی دیر سے تیرا منتظر ہوں تو دیر لگا کر کیوں آیا۔ تب آپ نے کہا کہ اصل میں تیری ہی کشش تھی جو مجھے باربار مجبور کرتی تھی۔

(ایضاً جلد دوم صفحہ ۶۰۳)

(۲)...... ''مَیں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں پڑھا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے مَیں نے مراقبہ بلّی سے سیکھا ہے۔ اگر انسان نہایت پُرغور نگاہ سے دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ جانور کھلے طور پر خُلق رکھتے ہیں۔ میرے مذہب میں سب چرند پرند ایک خَلق ہیں اور انسان اس کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہ نفس جامع ہے اور اسی لئے عالم صغیر کہلاتا ہے کہ

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS

31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257

کُل مخلوقات کے کمال انسان میں یکجائی طور پر جمع ہیں۔ اور کُلا نسانوں کے کمالات ، بہیئت مجموعی ہمارے رسول اللہ ﷺ میں جمع ہیں اور اسی لئے آپ کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین کہلائے‘‘۔

(ایضاً جلد سوم صفحہ ۳۵)

☆......☆......☆......☆

پنجم۔حضرت محی الدین ابن عربیؒ

(ولادت ۱۱۶۵ء۔وفات ۱۲۴۰ء)

(۱)......’’محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں، دوسری جائز ہے۔مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہرقسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے ،صرف آنحضرت ﷺ کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے‘‘۔(ایضاً جلد سوم حاشیہ صفحہ ۲۵۴)

(۲)......’’حضرت محی الدین ابن عربی صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں حج کرنے کے واسطے گیا تو وہاں مجھے ایک شخص ملا جس کو مَیں نے خیال کیا کہ وہ آدم ہے۔مَیں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو ہی آدم ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ تم کون سے آدم سے متعلق سوال کرتے ہو۔آدم تو ہزاروں گزر چکے ہیں‘‘۔

(ایضاً جلد پنجم صفحہ ۶۷۵)

☆......☆......☆......☆

ششم۔حضرت ذوالنون مصریؒ

(وفات ۸۶۰ء)

(۱)......’’ذوالنون ایک باکمال شخص تھا اور اس کی شہرت دور دور پہنچی ہوئی تھی۔ایک شخص اس کے کمال کو سن کر اس کے ملنے کے واسطے گیا اور گھر پر جا کر اسے پکارا تو اس کو جواب ملا کہ خدا جانے کہاں ہے کہیں بازار میں ہوگا۔وہ جب بازار میں ان کی تلاش کرتا ہوا پہنچا تو وہ بازار میں معمولی طور پر سادگی سے کچھ سودا خرید رہا تھا۔ لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ذوالنون ہے ۔اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ پست قامت آدمی ہے۔معمولی سا لباس ہے، چہرہ میں کچھ وجاہت نہیں، معمولی آدمیوں کی طرح بازار میں کھڑا ہے۔ اس سے اس کا سارا اعتقاد جاتا رہا اور کہا کہ یہ تو ہماری طرح ایک آدمی ہے۔

ذوالنون نے اس کو کہا کہ تو کس لئے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے۔ذوالنون نے اس کے مافی الضمیر کو دیکھ لیا اس لئے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے، تجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا......اللہ تعالیٰ کے بندوں اور برگزیدوں کے پاس ارادت سے جانا سہل ہے لیکن ارادت سے واپس آنا مشکل ہے کیونکہ ان میں بشریت ہوتی ہے۔ اور ان کے پاس جانے والے لوگوں میں سے اکثر ایسے بھی ہوتے ہیں جو

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

اپنے دل میں اس کی ایک فرضی اور خیالی تصویر بنا لیتے ہیں لیکن جب ان کے پاس جاتے ہیں۔لیکن جب ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ اس کے برخلاف پاتے ہیں جس سے بعض اوقات وہ ٹھوکر کھاتے ہیں اور ان کے اخلاص اور ارادت میں فرق آجاتا ہے‘‘۔

(ایضاً جلد چہارم صفحہ ۶۱۴)

(۲)......’’کہتے ہیں ذوالنون مصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ چالیس مُہر کی کیا زکوٰۃ دینی چاہئے؟ ذوالنون نے کہا کہ چالیس مُہر کی زکوٰۃ چالیس مُہر۔ سائل اس کے جواب پر حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کیوں؟ اس پر ذوالنون نے کہا کہ چالیس مُہر اس نے رکھی ہی کیوں۔گویا کیوں خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کردیں ، جمع ہی کیوں کیا۔شریعت سے ایسا ہی پایا جاتا ہے ۔ کہتے ہیں ایک محدث وعظ کرتا تھا۔ایک صوفی نے بھی سنا اور اس کو کہا کہ محدث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔اس نے کہا کہ میرے پاس تو مال ہی نہیں زکوٰۃ کس چیز کی دوں؟ صوفی بولا چالیس حدیثیں لوگوں کو سنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کر لیا کرو‘‘۔(ایضاً صفحہ ۴۴۲)

☆......☆......☆......☆

ہفتم۔حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ

(ولادت ۳۳-۱۱۳۲ء۔وفات ۱۲۳۶ء)

(۱)......’’اگر نمود اور دکھلاوے کے واسطے پکی قبریں اور نقش ونگار اور گنبد بنائے جائیں تو یہ حرام ہے۔لیکن اگر خشک مُلّا کی طرح یہ کہا جائے کہ ہر حالت میں ہر مقام میں کچی ہی اینٹ لگائی جائے تو یہ بھی حرام ہے۔’’اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ‘‘،عمل نیت پر موقوف ہے......دیکھو مصلحت الٰہی نے یہی چاہا کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی قبر کا پختہ گنبد ہو اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں مثلاً نظام الدین ، فریدالدین رحمۃ اللہ علیہم۔ یہ سب صلحاء تھے‘‘۔

(ایضاً جلد اوّل صفحہ ۵۰۵-۵۰۶)

(۲)......’’مجاہدات عجیب اکسیر ہیں ۔ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے۔ ہندوستان میں جو اکابر گزرے ہیں جیسے معین الدین چشتی اور فریدالدین رحمہم اللہ تعالیٰ ان کے حالات پڑھو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات اُن کو کرنے پڑے ہیں۔مجاہدہ کے بغیر حقیقت کھلتی نہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فقیر کے پاس گئے اور اس نے توجہ کی تو قلب جاری ہوگیا یہ کچھ بات نہیں۔ ایسے ہندو فقراء کے پاس بھی جاری ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ساتھ تزکیہ نفس کی کوئی شرط نہیں ہے...........

شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لے کر آتے ہیں اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہیں جو تزکیہ کی حقیقی راہ ہے۔......مَیں تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لے جانا چاہتا ہوں جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت تیار ہوئی ہے۔پس اور راہ وغیرہ کا ذکر ہماری کتابوں میں آپ نہ پائیں گے اور نہ ہم اس کی تعلیم دیتے ہیں اور نہ ضرورت سمجھتے ہیں۔ ہم یہی بتاتے ہیں کہ نمازیں سنوار سنوار کر پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو‘‘۔

(ایضاً جلد چہارم صفحہ ۲۴۲)

☆......☆......☆......☆

ہشتم۔حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ

(ولادت ۱۲-۱۱۱۱ء۔وفات ۱۲۳۶ء)

(۱)......’’ہمارے ملک ہندوستان میں نظام الدین صاحب اور قطب الدین صاحب اولیاء اللہ کی جو عزت کی جاتی ہے وہ اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ سے اُن کا سچا تعلق تھا......خدا تعالیٰ کے سچے تعلق کی وجہ سے لوگ ان کی مٹی کی بھی عزت کرتے ہیں‘‘۔

(ایضاً جلد سوم صفحہ ۲۲۰)

(۲)......’’حضرت مسیح موعودؑ نے یکم نومبر ۱۹۰۵ء کو حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر لمبی دعا کی اور واپسی پر ارشاد فرمایا:

’’بعض مقامات نزولِ برکات کے ہوتے ہیں اور یہ بزرگ چونکہ اولیاء اللہ تھے اس واسطے ان کے مزار پر ہم گئے۔ان کے واسطے بھی ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنے واسطے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور دیگر بہت دعائیں کیں‘‘۔

(ایضاً جلد چہارم صفحہ ۵۲۸)

(۳)......ہندوستان میں قطب الدینؒ اور معین الدین خدا کے اولیاء گزرے ہیں۔ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے اُن کی عزت کو ظاہر کردیا‘‘۔(ایضاً صفحہ ۲۴۹)

☆......☆......☆......☆

نہم۔حضرت فریدالدین شکر گنجؒ

(ولادت ۱۳-۱۲۱۲ء۔وفات ۷۰-۱۲۶۹ء)

(۱)......’’باوا فریدالدین صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا قبالہ گم ہوگیا اور وہ دعا کے لئے آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حلوہ کھلاؤ اور وہ قبالہ حلوائی کی دوکان سے مل گیا۔ ان باتوں کے بیان کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ جب تک دعا کرنے والے اور کرانے والے میں ایک تعلق نہ ہو متاثر نہیں ہوتی......مَیں کہتا ہوں کہ خود دعا کرو یا دعا کراؤ پاکیزگی اور طہارت پیدا کرو۔ استقامت چاہو اور توبہ کے ساتھ گر جاؤ کیونکہ یہی استقامت ہے۔اس وقت دعا میں قبولیت، نماز میں لذت پیدا ہوگی‘‘۔(ایضاً جلد سوم صفحہ ۳۹)

(۲)......’’باوا غلام فرید ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ فائدہ نظر نہ آیا۔تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدین یا خواجہ قطب الدینؒ) دعا کے لئے فرمایا ۔انہوں نے بہت دعا کی مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا۔یہ دیکھ کر انہوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا! اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں اور صبح کے وقت ان کو کہا کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے۔یہ سن کر شاگرد کے دل میں بہت رقّت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب انہوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے تو آؤ پہلے انہیں سے شروع کرو اور انہوں نے اس قدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فرید کو شفا ہوگئی‘‘۔(ایضاً جلد پنجم صفحہ ۱۸۲)

(۳)......’’جتنے بھی بزرگ اور اولیاء گزرے ہیں وہ سب مجاہدات اور ریاضت میں اپنے اوقات گزارتے تھے۔دیکھو باوا فرید صاحب اور جتنے بھی اولیاء اور ابدال گزرے ہیں یہ سب گروہ ایک وقت تک خاص ریاضات اور مجاہدات شاقہ کرنے کی وجہ سے ان مدارج پر پہنچے ہیں اور ان لوگوں نے بڑی سختی سے اور پورے طور پر اتباع سنّت کی ہے‘‘۔

(ایضاً صفحہ ۵۰۹)

☆......☆......☆......☆

دہم۔حضرت نظام الدین اولیاءؒ دہلوی

(ولادت ۳۴-۱۲۳۳ء۔وفات ۱۳۲۵ء)

(۱)......’’شیخ نظام الدینؒ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا اور حکم ہوا کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ جب وہ دن آیا تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے ۔اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رویا اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا اور پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔اس نے اپنا خیال عرض کیا اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے۔شیخ نے کہا کہ تم غم مت کھاؤ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی۔مَیں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے۔مَیں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر نیچے گرا دیا ہے۔چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا اور ایسا سخت بیمار ہوا کہ اسی بیماری میں مرگیا۔ یہ تصرفات الٰہی ہیں جو انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ جب وقت آجاتا ہے تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے۔سب دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں ۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے ۔اس کے اذن کے بغیر کوئی جان بھی نہیں نکل سکتی خواہ کیسے ہی شدید عوارض ہوں ۔ناامید ہونے والا بت پرست سے بھی زیادہ کافر ہے‘‘۔(ایضاً جلد چہارم صفحہ ۳۸۶)

(۲)......’’کہتے ہیں کوئی شخص شیخ نظام الدین صاحب ولی اللہ کے پاس اپنے کسی ذاتی مطلب کے لئے دعا کروانے کے واسطے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے واسطے دودھ چاول لے آ۔اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ عجیب ولی ہیں، مَیں اس کے پاس اپنا مطلب لے کر آیا ہوں تو اس نے میرے آگے اپنا ایک مطلب پیش کردیا ہے۔مگر وہ چلا گیا اور دودھ چاول پکا کر لے آیا۔ جب وہ کھا چکے تو انہوں نے اس کے واسطے دعا کی اور اس کی مشکل حل ہوگئی۔تب نظام الدین صاحب نے اس کو بتلایا کہ مَیں نے تجھ سے چاول اس لئے مانگے تھے دعا کرانے کے واسطے آیا تھا تو تُو میرے واسطے بالکل اجنبی آدمی تھا اور میرے دل میں تیرے واسطے کوئی ہمدردی کا ذریعہ نہ تھا۔اس واسطے تیرے ساتھ ایک تعلق محبت پیدا کرنے کے واسطے مَیں نے یہ بات سوچی۔

ایسی ہی توریت میں حضرت اسحٰق کا قصہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جا تو میرے واسطے شکار لے آ اور پکا کر مجھے کھلا تا کہ میں تجھے برکت دوں اور تیرے واسطے دعا کروں۔ اس قسم کے بہت سے قصے اولیاء کے حالات میں درج ہیں اور ان

میں حقیقت یہی ہے کہ دعا کرنے والے اور کرانے والے کے درمیان تعلق ہونا چاہئے"۔

(ایضاً جلد پنجم صفحہ ۵۱۔۵۲)

☆......☆......☆......☆

یازدہم۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(ولادت ۱۷۰۳ء۔ وفات ۱۷۶۲ء)

(۱)......"حِجَجُ الکرامہ والے نے لکھاہے کہ کُل اہل کشوف اسی طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کے لئے چودھویں صدی مقرر ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کے لئے چراغ الدین کہاہے۔ غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیاہے وہ چودھویں صدی سے آگے نہیں گیا"۔

(ایضاً جلد چہارم صفحہ ۲۷)

(۲)......"حضرت اقدس نے دہلی میں مدفون اکابر اور مشائخ کے خدانما اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"یہ بزرگ بہت ہی مسلوب الغضب تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مٹی کی طرح کردیا تھا۔ مرزا جان جاناں کو ان لوگوں نے قتل کردیا اور بڑے دھوکے سے کیا۔ یعنی ایک آدمی نذر لے کر آیا اور دھوکہ سے طپنچہ ماردیا۔ شاہ ولی اللہ کے لئے دہلی والوں نے ایسے ہی قتل کے ارادے کئے تھے مگر ان کو خداتعالیٰ نے بچا لیا"۔(ایضاً جلد چہارم صفحہ ۴۹۰)

(۳)......"عجیب بات یہ ہے کہ جتنے اہل اللہ گزرے ان میں کوئی بھی تکفیر سے نہیں بچا۔ کیسے کیسے مقدس اور صاحب برکات تھے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان پر بھی دوسو علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لکھا تھا۔ ......سنا گیا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا۔ یہ تو کفر بھی مبارک ہے جو ہمیشہ اولیاء اور خداتعالیٰ کے مقدس لوگوں کے حصہ میں ہی آتا رہاہے"۔

(ایضاً جلد پنجم صفحہ ۲۱۱)

☆......☆......☆......☆

دوازدہم۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ

(ولادت ۶۴۔۱۵۶۳ء۔ وفات ۱۶۲۴ء)

(۱)......"مجدد الف ثانی سرہندی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں بعض قبریں ایسی ہیں جن کو پہچانتا ہوں کہ نبیوں کی قبریں ہیں"۔

(ایضاً جلد پنجم صفحہ ۴۵۹)

(۲)......"مجدد صاحب کے مکتوبات دوم میں صاف لکھاہے کہ مسیح جو کچھ بیان کرے گا وہ اسرار غامضہ ہونگے اور لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں گے حالانکہ وہ قرآن سے استنباط کرے گا پھر بھی لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسے مسیح موعود کے ساتھ جمع کا ایک نشان ہے، عوام کے خیال کے موافق ایک تغیر بھی اس کے ساتھ ضروری ہے کیونکہ وہ بحیثیت حَکَم ہونے کے تمام بدعات اور خرابیوں کو جو فیج اعوج کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہیں دور کرے گا اور لوگ ان کو تغیر دین کے نام سے یاد کریں گے"۔

(ایضاً جلد دوم صفحہ ۵۱)

(۳)......خواجہ باقی باللہ بڑے مشائخ میں سے تھے ۔ شیخ احمد سرہندی کے پیر تھے۔ مجھے خیال آتاہے کہ ان بزرگوں کی ایک کرامت تو ہم نے بھی دیکھ لی ہے اور وہ یہ کہ دہلی جیسے شہر کو انہوں نے قائل کیا"۔(ایضاً صفحہ ۴۸۹)

☆......☆......☆......☆

مشاہیر، بزرگان امت کی توجہ، دعا اور تضرعات کے حیرت انگیز عالمی اثرات

"روحانی سائنس"، یعنی تصوف کے ان مشاہیر بزرگان امت اور بارہ ائمہ کا ایمان افروز تذکرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ ہی کے انقلاب انگیز اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ حضرت اقدس ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اسلام، ہند میں ان مشائخ اور بزرگان دین کی توجہ، دعا اور تضرعات کا نتیجہ ہے جو اس ملک میں گزرے تھے۔ بادشاہوں کو یہ توفیق کہاں ہوتی ہے کہ دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دیں۔ جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ خود اپنے وجود سے نہ ظاہر کرے تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے حضور میں فنا ہوکر خود مجسم قرآن اور مجسم اسلام اور مظہر رسول کریم ﷺ بن جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ایک جذب عطا کیا جاتاہے اور سعید فطرتوں میں ان کا اثر ہوتا چلا جاتاہے۔ نوّے کروڑ مسلمان ایسے لوگوں کی توجہ اور جذب سے بن گیا۔ تھوڑے سے عرصہ میں کوئی دین اس کثرت کے ساتھ نہیں پھیلا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے صلاح وتقویٰ کا نمونہ دکھلایا اور ان کی برہان قوی نے جوش مارا اور لوگوں کو کھینچا"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۲۳)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا نیا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بقیہ: حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ از صفحہ نمبر ۴

میں آکر دونوں پر دستخط کردیئے اور خرچہ دلا کر جانے کی اجازت دیدی۔ باہر آکر ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا۔ اِندر! دیکھا (دین حق) کا خدا! اس کی نصرت اور معجزات کیا عجیب شان رکھتے ہیں"۔

(تابعین احمد جلد سوم بار سوم)

قبولیتِ دعا کے ثمرات

محترم بابا اِندر صاحب بیان کرتے ہیں:۔

"آپ اکثر دعا کرتے تھے کہ میرا بیٹا ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ انڈین میڈیکل سروس میں آجائے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایسی ترقی کے لئے ولایت میں تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے جنگ عظیم دوم میں خدمات سرانجام دینے کی درخواست دیدی اور ان کو ملازمت میں لے لیا گیا۔ جب آپ والد صاحب کی ملاقات کے لئے آئے تو پوچھنے پر بتایا کہ کندھوں پر کراؤن آئی ایم ایس ہوجانے کی وجہ سے ہیں۔ تو آپ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ دیکھو! میرے بیٹے کو میرے خدا نے آئی ایم ایس کردیا اور میری دعا قبول کرلی"۔(تابعین احمد جلد سوم، بار سوم)

محترم حکیم محمد امین صاحب آف بدوملہی (وصال جون ۲۰۰۲ء) ایک معمر غیر احمدی کے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ:۔

"میری آنکھیں اتنی خراب ہوگئی تھیں کہ بینائی ضائع ہونے کا خطرہ تھا۔ بہت علاج کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ تو میں نے تنگ آکر ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ دواؤں سے آرام آنے سے رہا آپ اللہ تعالیٰ کے بزرگ بندوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی دعا سنے گا۔ اس پر آپ نے کچھ دعائیں پڑھیں اور سُرمچو اپنے دہن مبارک سے لعاب لگا کر ایک ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگائی اور کچھ دیر دعائیں کرتے رہے اور فرمایا! انشاء اللہ اس کے بعد کوئی دوا آنکھوں میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس دن سے میری بینائی بہت اچھی ہے۔ عینک تک کی ضرورت نہیں"۔(تابعین احمد جلد سوم بار سوم)

محترم بابا اِندر صاحب، حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی قبولیت دعا کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

"جنگ عظیم اوّل میں آپ کے فرزند سید زین العابدین ٹُرکی میں تھے۔ والدین ان کی خیریت کے لئے بڑے سوز وگداز سے دعائیں کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب اکثر کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے یوسف کو خیریت سے واپس لائے۔ لیکن لمبے عرصہ تک آپ کی خیریت کی کوئی خبر نہ ملی۔ ایک دفعہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ حضرت شاہ صاحب سے ملاقات کے لئے رعیہ تشریف لائے تو دونوں نے سید ولی اللہ شاہ صاحب کی خیریت کے بارے میں دعا کرنے کی درخواست مولوی صاحب سے کی۔ میرے سامنے کی بات ہے کہ ان بزرگوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت مولوی صاحب پر غنودگی کی حالت طاری ہوگئی جس کے دور ہونے پر آپ نے بتایا کہ میں نے ابھی کشف میں دیکھاہے کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب غسل خانہ سے نہا کر باہر نکلے ہیں۔ اور ان کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں۔ اور وہ دعا کررہے ہیں کہ جس مقصد کے لئے میں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ وہ پورا کرے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس نظارہ سے مجھے یقین ہے کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب بخیریت اور صحیح سالم ہیں۔ سو سب کو اطمینان ہوا۔ چنانچہ بعد میں سید ولی اللہ شاہ صاحب بخیریت واپس آئے"۔

(تابعین احمد جلد سوم بار سوم صفحہ ۱۷)

محترم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی اپنے تاثرات یوں سپرد قلم کرتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے پاک فطرت اور سراپا نور وجود عطا فرمائے کہ ان کی مثال اسلام کے صدرِ اوّل کے بعد کسی زمانہ میں بھی نہیں ملتی۔ بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ایسے بزرگ چند ایک نہ تھے یہ چمکتے ہوئے موتیوں کی ایک کان تھی کہ جس طرف دیکھیں آنکھیں نور سے چندھیا جاتی تھیں اور اب جب کہ وہ خدا کو پیارے ہوگئے تو ان کی یاد بے اختیار آنکھوں میں آنسو لے آتی ہے۔ آج میں یہ سطور حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھ رہا ہوں۔ حضرت شاہ صاحب بڑے پاک صورت جاذب شکل، پرکشش اور بڑے ہی پاک سیرت بزرگ تھے۔ آپ قصبہ کلر سیداں ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور سید خاندان کے بزرگ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ساداتی کو اس درجہ نوازا کہ سرورکائنات ﷺ کے سب سے بڑے عاشق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپ کے خاندان کو اس طرح ملا دیا کہ دونوں خاندان ایک ہوگئے۔ حضرت شاہ صاحب کو اس بات کی بڑی خوشی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی ساداتی کو تسلیم کیا۔ مجھے جو بات آج بہت یاد آرہی ہے وہ یہ ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اسی فیصدی دعائیں قبول کی ہیں۔

(الفضل ربوہ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۹ء)

❁❁❁❁❁

کفالت یتامیٰ کی مبارک تحریک

جو دوست یتامیٰ کی خبرگیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں ایسے احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی ماہوار مقرر کرنا چاہیں اس کی اطلاع دفتر کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ کو دے کر اپنی رقوم "امانت کفالت یکصد یتامیٰ' صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام کی وساطت سے جمع کروانا شروع کردیں۔

ایک یتیم بچے کی کفالت کا اندازہ خرچ پانچ صد (۵۰۰) روپے سے ایک ہزار (۱۰۰۰) روپے ماہوار ہے۔ اس وقت بفضل تعالیٰ ۱۲۰۰ یتامیٰ کمیٹی کی زیر کفالت ہیں۔

(سیکرٹری کمیٹی یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

اصحاب احمدؑ کی قبولیت دعا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۵؍ستمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب نے ایسے واقعات مرتب کئے ہیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب کی دعاؤں کی برکت سے مختلف افراد کی مقدمات میں بریت کا ذکر ملتا ہے۔

مکرم بابو اللہ بخش صاحب ریلوے گارڈ، نورپور روڈ سٹیشن (ضلع کانگڑہ) پر متعین تھے۔ ایک اعلیٰ افسر کو بلا ٹکٹ سفر کرنے پر آپ نے چارج کیا تو اُس نے مشتعل ہوکر پہلے آپ کے گھر چوری کروادی اور پھر ایک تانگہ والے سے تحصیلدار کی عدالت میں مقدمہ بھی کروادیا۔ تحصیلدار بھی آپ کا مخالف تھا۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا تو حضورؓ نے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ چنانچہ جلد ہی تحصیلدار کے تبادلہ کے احکام آگئے اور اُس نے یہ سوچ کر کہ مقدمہ جھوٹا ہے جو اگلا تحصیلدار ضرور خارج کردے گا، خودہی آپ کو باعزت بری کردیا۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ اپریل ۱۹۵۰ء میں محترم نواب احمد نواز جنگ صاحب کو سرکاری حراست میں لے لیا گیا۔ چونکہ وہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں اس لئے اُن کے لئے دعا کی خاص تحریک پیدا ہوئی۔ مئی کے پہلے ہفتہ میں کشف میں دیکھا کہ مَیں سیٹھ صاحب کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہوں کہ نواب صاحب جلد رہا کردیئے جائیں گے۔ چنانچہ ۱۸؍مئی کے الفضل کے ذریعہ اُن کی رہائی کی اطلاع مل گئی۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم بقاپوری صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ۲۰؍اپریل ۱۹۵۳ء کو حضرت بوزینب صاحبہ (بیگم حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ) نے کہا کہ حضرت امی جان نے کہا ہے کہ عزیز ناصر احمد اور اس کے چچا جان حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی رہائی کے واسطے دعا کریں۔ چنانچہ دعا کرنے پر زبان پر جاری ہوا: پانچ دن یا پانچ ہفتے یا پانچ ماہ۔ اس خوشخبری کی اطلاع دیدی گئی۔ الحمدللہ پانچ ہفتے گزرنے پر ہر دو صاحبزادگان رہائی پاگئے۔

آپؓ مزید فرماتے ہیں کہ مئی ۱۹۲۸ء میں مکرم چودھری غلام رسول بسرا صاحب نے اُن کی زمین کے مقدمہ میں کامیابی کے لئے دعا کرنے کو کہا۔ دعا کی تو الہام ہوا: ''ننجیک ۔ دس ہاڑ''۔ یعنی دس ہاڑ کو فتح ہوگی۔ لیکن مقدمہ نے اتنا طول پکڑا کہ ایک سال کا عرصہ لگ گیا اور جب دوسرے سال کا دس ہاڑ آیا تو عین اُسی روز مقدمہ کا فیصلہ اُن کے حق میں سنایا گیا۔

حضرت مولوی بقاپوری صاحبؓ مزید فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۴ء میں ایک دفعہ میرے لڑکے محمد اسماعیل پر محکمہ کی طرف سے غلط الزام لگاکر معطل کردیا گیا۔ دعا کی تو متعدد رؤیاء اور الہاموں میں مجھے انجام بخیر اور اُس کے بحال ہونے کا بتایا گیا چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اسی طرح ایک موقعہ پر آواز آئی ''پانچ ماہ بعد''۔ چنانچہ انکوائری تو ۱۷؍مئی ۱۹۵۵ء کو ختم ہوگئی لیکن فیصلہ حکمت الٰہی سے ۱۷؍اکتوبر ۱۹۵۵ء کو سنایا گیا اور وہ بری ہوگیا۔

حضرت فیض الدین صاحبؓ کے دادا میاں حسن صاحب نے سیالکوٹ کی مشہور مسجد کبوتراں والی بنوائی تھی اور اس مسجد اور ملحقہ مکانات کے آپ وارث تھے۔ اس مسجد میں امامت بھی آپؓ کرواتے تھے۔ ایک دوسری مسجد جو گلی کے دوسرے سرے پر واقع تھی وہ بھی آپؓ کو ملی جس کو آپؓ نے غیراحمدیوں کو نماز پڑھنے کے لئے دیدیا۔ انہوں نے بجائے ممنون ہونے کے آپؓ کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کردیا کہ آپؓ نے مسجد کے بانس بیچ دیئے ہیں۔ اُن کا خیال تھا کہ اس طرح آپ کا عمل دخل ختم کرواکے پہلے مسجد پر اور پھر ملحقہ جائیداد پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں۔ جب مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی تو بے شمار گواہ جھوٹ کو سہارا دینے کے لئے عدالت میں پیش ہورہے تھے لیکن حضرت مولوی صاحبؓ عدالت کی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے دعا میں مصروف تھے اور انتظار تھا کہ حاکم کب بلاتا ہے۔ لیکن حاکم نے آپؓ کو بلائے بغیر مقدمہ خارج کردیا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک گواہ نے جب حلف اٹھایا تو عدالت کی میز پر دو روپے نکال کر رکھ دیئے اور کہا کہ مجھے مسجد کا سامان بیچنے کا تو علم نہیں لیکن مجھے ان دو روپوں کے عوض یہاں لایا گیا ہے۔ چنانچہ مجسٹریٹ نے جھوٹی شہادتوں کے طومار کو ایک طرف پھینک کر مقدمہ خارج کردیا۔

······ ❁ ······ ❁ ······ ❁ ······

پندرہ روزہ ''المصلح'' کراچی اگست ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

ہے ابھی تک ابتلا کا سلسلہ
جاری رکھنا ہے دعا کا سلسلہ
آپ نے دیکھا نہیں پچھلے دنوں
سلسلہ یہ ہے خدا کا سلسلہ
اِک غنی رخصت ہوا ، آیا سخی
جاری ہے جود و سخا کا سلسلہ

محترم گل محمد خان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۹؍ستمبر ۲۰۰۳ء میں محترم گل محمد صاحب آف تونسہ شریف کا ذکر خیر مکرم طاہر احمد کاشف صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم گل محمد خانصاحب یکم اپریل ۱۹۰۴ء کو قصبہ بنڈی ضلع ڈیرہ غازیخان میں جندوڈہ خان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ نتکانی (بلوچ) قوم سے تعلق تھا اور علاقہ کے مشہور زمیندار تھے۔ آپ نے مڈل اور SV کرنے کے بعد ملازمت کا آغاز بطور نائب مدرس مڈل سکول شادن لنڈ سے کیا۔ وہاں کے احمدی ہیڈماسٹر محترم غلام محمد خان حیدرانی صاحب نے آپ کو دعوت الی اللہ کی جس پر ۱۹۲۶ء میں آپ احمدی ہوگئے۔ اس پر مخالفت کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ کئی مباحثے آپ نے کئے۔ دشمن لاجواب ہوکر سبّ و شتم پر اتر آتا۔ کئی دشمن آپ کی دعا سے ہلاک بھی ہوئے۔

محترم خان صاحب بہت شریف اور غیرتمند انسان تھے۔ ۱۹۴۴ء میں جب مڈل سکول ٹبی قیصرانی میں بطور صدر مدرس تعینات تھے تو روزانہ چالیس میل کا سفر کرکے سکول آتے۔ ایک دن موسم کی خرابی سے چند منٹ دیر سے پہنچے تو اتفاق سے ایک انگریز انسپکٹر وہاں آیا ہوا تھا۔ اُس نے آپ کو سخت سست کہا اور بولا کہ یا مجھے سؤر کا گوشت لاکر کھلاؤ یا ملازمت سے استعفیٰ دیدو۔ آپ استعفیٰ دے کر گھر چلے آئے۔ خشک سالی کا دَور تھا۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ شدید تنگی میں گزارا۔ اتفاق سے اُس انگریز انسپکٹر کے خلاف ایک فراڈ کا کیس بنا جس کا گواہ محترم خانصاحب کو بھی بنایا گیا۔ آپکی دانست میں وہ کیس ناجائز تھا اسلئے باوجود اُس انگریز کی زیادتی کے آپ نے اُس کے حق میں گواہی دی۔ بعد میں اُس انگریز نے آپکے اخلاق سے مرعوب ہوکر خود آپکو ملازمت پر بحال کیا اور اپنی جیپ میں بٹھاکر سکول پہنچایا۔

آپ کی صحت آخری عمر تک قابل رشک رہی۔ نشانہ بازی میں اس قدر ماہر تھے کہ سوئی تک کو اُڑا دیتے۔ مشہور شاہسوار اور تیراک تھے۔ سیلابی دریا کو تیر کر عبور کرلیتے تھے۔ ۳۰؍جون ۱۹۸۸ء کو وفات پائی اور احمدیہ قبرستان ڈیرہ غازیخان میں سپرد خاک ہوئے۔

······ ❁ ······ ❁ ······ ❁ ······

محترم حکیم غلام رسول صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۰؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں محترم حکیم غلام رسول صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب لکھتے ہیں کہ محترم حکیم صاحب ۱۹۱۰ء میں مکرم میاں محمد بخش صاحب آف مدکی ضلع فیروزپور کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد طب کی تعلیم حاصل کی اور اسی پیشہ سے وابستہ ہوگئے۔ تعلق اہل حدیث مسلک سے تھا۔ مکرم چودھری غلام دستگیر صاحب سابق امیر ضلع فیصل آباد آپکے گاؤں میں سکول ٹیچر تھے۔ اُن سے تعارف ہوا اور تبلیغ کا سلسلہ چل نکلا۔ اُن کی دعوت پر قادیان جانے پر آمادہ ہوئے لیکن شرط رکھی کہ دن کے وقت احمدیوں کا جلسہ سنوں گا اور رات کو احرار کا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر بیعت کی توفیق پائی۔

واپس گھر آئے تو شدید مخالفت ہوئی اور والد نے گھر سے بھی نکال دیا۔ دعوت الی اللہ کا ایسا جوش تھا کہ مخالفین کے جلسہ میں بھی جاتے اور تبلیغ کرتے۔ کئی بار مار کٹائی تک نوبت پہنچی۔ تقسیم ملک کے بعد رحیم یار خان کے ایک گاؤں میں طب کے پیشہ کو اپنایا لیکن دعوت الی اللہ پورے جوش سے جاری رکھی۔ ۱۹۶۰ء سے بطور معلم وقف جدید خدمت کرنے لگے اور ۱۹۹۷ء تک اسی سے وابستہ رہے۔ ۱۱؍مئی ۲۰۰۳ء کو وفات پائی۔ اس وقت اپنے بیٹے مکرم حکیم طالب حسین صاحب کارکن تحریک جدید کے ہاں رہائش پذیر تھے۔ آپ موصی تھے اور صاحب رویاء و کشوف بزرگ تھے۔

······ ❁ ······ ❁ ······ ❁ ······

اعزاز

☆ نصرت جہاں انٹر کالج ربوہ کے درج ذیل کھلاڑیوں نے آل پاکستان انٹر بورڈ سوئمنگ چیمپئن شپ ۰۴-۲۰۰۳ء میں کامیابیاں حاصل کیں: مکرم طاہر احمد ملک صاحب نے ۴ طلائی اور ۵ نقرئی تمغے جیتے اور ٹورنامنٹ کا بہترین تیراک ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ مکرم نوید احمد خالد صاحب نے ۲ طلائی اور ۲ نقرئی تمغے جیتے۔ مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب نے ایک طلائی اور ۳ نقرئی تمغے جیتے۔ مکرم غالب احمد اسامہ صاحب نے ۲ نقرئی تمغے حاصل کئے۔

☆ مکرمہ صوبیہ ارشد صاحبہ M.Sc. مائیکرو بیالوجی کے مضمون میں جناح یونیورسٹی برائے خواتین کراچی میں اوّل آئیں۔

······ ❁ ······ ❁ ······ ❁ ······

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۰؍جون ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم بشارت احمد بشارت صاحب کی ایک نظم ''ایک کائنات'' سے انتخاب پیش ہے:

جیا تو بن کے جیا آہنی دیوار کوئی
گیا تو ایسے گیا جیسے شہسوار کوئی
پہاڑ راہ سے ہٹے راستے بحر نے دیئے
وہ ایک مرد تھا یا لشکر جرار کوئی
جگر کے خوں سے جلاتا ہوا دعا کے چراغ
اے قوم تجھ پہ ہوا آج ہے نثار کوئی

······ ❁ ······ ❁ ······ ❁ ······

ماہنامہ ''اخبار احمدیہ'' لندن جنوری ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم سید نصیر احمد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

حصارِ ذات ہیں اب تک جو یار کی باتیں
گماں سی ہوگئیں جیسے وہ پیار کی باتیں
عجب سرور کے عالم میں روز و شب تھے مرے
کہ اُس کی باتیں تھیں گویا خمار کی باتیں
وہ گل فشانیاں اُس کی کہ ایسا لگتا تھا
فلک سے اُتریں زمیں پر بہار کی باتیں

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 Friday, January 30, 2004 Issue No. 05

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے

۳۵ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

پانچ ہزار سے زائد افراد کی شرکت - ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات میں بھرپور کوریج

(محمد ارشاد انور - مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

ہر سال جلسہ سالانہ تنزانیہ کا انعقاد دارالحکومت دارالسلام میں ہوتا تھا امسال نیشنل مجلس عاملہ کے مشورہ سے بعض وجوہ کی بنا پر دارالسلام سے تقریباً ۲۰۰ کلو میٹر دور ''موروگورو'' ریجن میں واقع کیہونڈہ مقام کا انتخاب کیا گیا۔ یہ موروگورو سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں حکومت تنزانیہ نے جماعت احمدیہ کو فلاحی کاموں کے لئے ۱۵ ۱/ ایکٹرز زمین الاٹ کی ہے۔ کیہونڈا کی یہ خوش قسمتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دورہ افریقہ کے دوران ۱۹۸۸ء میں یہاں ایک وسیع ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۹۲ء میں یہ وسیع منصوبہ مکمل ہوا اور اب دن رات یہ اسپتال مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہے۔

جلسہ سالانہ کے پروگرامز کی تشکیل اور تیاری

مکرم فیض احمد صاحب زاہد امیر جماعت نے نیشنل مجلس عاملہ کے اجلاس میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں مختلف شعبہ جات کے ناظمین مقرر کئے اور سب کمیٹیاں تشکیل دیں۔ ہر کمیٹی میں ایک ایک مبلغ سلسلہ کو بطور نگران مقرر کیا۔

چونکہ امسال پہلی مرتبہ جلسہ کا انعقاد نئی جگہ ہو رہا تھا اس لئے وسیع پیمانے پر تیاری کرنی پڑی۔ مقامی احباب جماعت اور طلباء جامعہ احمدیہ نے وقار عمل کے ذریعہ جگہ کو صاف کیا اور صدر لجنہ تنزانیہ نے مقامی لجنہ کے ساتھ مل کر مستورات کے جلسہ گاہ کو تیار کیا۔ ہسپتال کے مین گیٹ کے سامنے ایک خوبصورت اسٹیج بنایا گیا اور جلسہ گاہ میں طلباء جامعہ کی مدد سے شامیانے نصب کئے گئے۔

خاکسار کے ساتھ مقامی مبلغ مکرم محمود احمد شاد صاحب اور مکرم کریم الدین صاحب شمس پرنسپل جامعہ احمدیہ، مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب، مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب اور طلباء جامعہ احمدیہ نے دن رات محنت کر کے اس جلسہ کے انعقاد کو ممکن بنایا۔

جلسہ کی حاضری بڑھانے کے لئے محترم امیر صاحب اور مبلغین و معلمین نے مختلف ریجنز کا دورہ کیا اور جلسہ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے حوالہ سے دو دفعہ پریس کانفرنس دارالسلام اور موروگورو میں کی گئیں۔ اخبارات میں بھی خبر دی گئی اور گرد و نواح کے علاقوں میں اعلانات کے ذریعہ اطلاع دی گئی۔

مورخہ ۲۵ ستمبر سے ہی احمدیت کے فدائی جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قافلوں کی صورت نعرے لگاتے ہوئے اور کلمہ طیّبہ کا ورد کرتے ہوئے پہنچنے شروع ہوئے۔ رات گئے تک قافلوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی طرح بعض مخلصین اور فدائی احمدیوں نے سائیکلوں پر اور پیدل چل کر اس سفر کو طے کیا۔

ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کا جلسہ سے ایک دن قبل پروگرام تھا۔ جس میں انصار، خدام اور لجنہ کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ انصار اللہ کی میوزیکل چیئر ریس اور خدام الاحمدیہ کے دوسری گیموں کے علاوہ فٹ بال کے دلچسپ مقابلہ جات ہوئے۔

جلسہ کے پہلے سیشن کا آغاز مورخہ ۲۷ ستمبر صبح ۹:۳۰ بجے مکرم امری عبیدی صاحب نائب امیر کی زیر صدارت ہوا۔ اس اجلاس میں مہمان خصوصی ریجنل ایڈمنسٹریشن آفیسر Mr.Paul Chikila صاحب تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ تنزانیہ کی خدمات کو سراہا اور جماعت کو امن پسندی اور خدمت خلق کے حوالے سے خراج تحسین پیش کیا۔ معزز مہمان کی خدمت میں قرآن کریم اور کتاب مذہب کے نام پر خون (انگریزی ترجمہ) پیش کیا گیا۔ دوسرے سیشن کی صدارت محترم وسیم احمد چیمہ صاحب امیر و مشنری انچارج کینیا نے کی۔ اس جلسہ میں ایک ہالینڈ نژاد عیسائی پادری نے بھی خطاب کیا اور جماعت احمدیہ کی اس علاقے میں طبّی خدمات کی تعریف کی۔

جلسہ کا آخری دن

اختتامی اجلاس کی صدارت محترم فیض احمد زاہد صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے کی۔ مہمان خصوصی محکمہ زراعت کے ضلعی افسر تھے۔ انہوں نے جماعت کی خدمات کو سراہا۔ ان کی خدمت میں سواحیلی ترجمہ قرآن کریم اور کتاب مذہب کے نام پر خون پیش کی گئی۔ محترم امیر صاحب نے اختتامی خطاب میں جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ بیان کی اور بتایا کہ خلافت احمدیہ کی قیادت میں یہ قافلہ آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ آپ نے ایم ٹی اے کی برکات کا تذکرہ بھی کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک خصوصی پیغام جو آپ نے ازراہ شفقت اس جلسہ کے لئے بھجوایا اس کا سواحیلی زبان میں ترجمہ امیر صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ جس سے حاضرین جلسہ نے ایک خاص سکون و اطمینان محسوس کیا۔

جلسہ کے موقع پر نمائش کا اہتمام کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورہ تنزانیہ کے موقع پر مختلف مناظر کو تصویری زبان میں نمایاں طور پر پیش کیا گیا جو جماعتی ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اسی طرح سواحیلی زبان میں مختلف کتب کا بک سٹال بھی لگایا گیا۔

جلسہ کے موقع پر احمدی ڈاکٹرز نے مہمانوں کے لئے فری علاج کی سہولت فراہم کی۔ اور لنگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جملہ احباب جماعت کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مکرم غلام مرتضٰی صاحب مبلغ سلسلہ اور ان کی ٹیم کھانے کی تیاری اور پکوائی میں مستعدی سے کام کرتی رہی اور مکرم احمد داؤد ڈاڈی صاحب اور مکرم کریم الدین شمس صاحب کی زیر نگرانی کھانے کی تقسیم بڑی خوش اسلوبی سے ہوتی رہی۔

ملک کے قومی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں جلسہ کو کوریج دی گئی۔ پانچ (۵) کثیر الاشاعت اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ جلسہ کی خبر دی گئی۔ اس موقع پر دارالسلام اور موروگورو سے ۲۰ صحافی حضرات نے جلسہ میں شرکت کی۔

اس جلسہ میں تنزانیہ کے علاوہ زنجبار، ملاوی، پیمبا اور موزمبیق سے بھی نمائندگی ہوئی۔ لندن سے مکرم محمد اقبال ڈار صاحب جنہوں نے اس ملک کا نام ''تنزانیہ'' رکھا تھا، نے شرکت کی۔ اس وجہ سے بھی اخبارات میں جلسہ کی مزید تشہیر ہوئی۔ مورخہ ۲۸ ستمبر کو چار بجے شام یہ جلسہ انتہائی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ۔

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام ریجنز کی ۱۰۲ جماعتوں سے ۵۱۱۷ افراد نے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک

❁❁❁❁

جماعت احمدیہ پرتگال کے

دوسرے سالانہ جلسہ کا بابرکات انعقاد

۲۶/ ، ۲۷/ دسمبر ۲۰۰۳ء کو جماعت احمدیہ پرتگال کا دوسرا جلسہ سالانہ احمدیہ مشن ہاؤس Oeiras میں جماعتی روایات کے مطابق منعقد ہوا۔

اس جلسہ میں مکرم الحاج خالد محمود صاحب صدر جماعت احمدیہ پرتگال، مکرم آصف پرویز صاحب، سیکرٹری مال۔ ہمارے نومسلم بھائی مکرم حارث سلطان صاحب، مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب، مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پرتگال، مکرم ناصر احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ پرتگال نے مختلف موضوعات پر بہت مؤثر تقاریر کیں۔

مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین نے تمام انتظامات کی نگرانی کی۔ جلسہ میں تقاریر کے علاوہ آپ نے مجلس سوال و جواب میں پوچھے گئے سوالوں کے نہایت عمدگی سے جواب دئے۔

جلسہ کے دنوں میں نماز تہجد کا بھی التزام کیا گیا۔ اور لنگر خانہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے تمام مہمانوں کو کھانا بھی پیش کیا گیا۔

❁❁❁❁❁

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔